اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ

بنام

انوار البیان

جلد سوم

تالیف

نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی

انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ

بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ النوریہ غریب نواز گجرانہ اندور (ایم پی)

امام احمد رضا اکیڈمی

صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف یوپی (انڈیا)

سلسلہ اشاعت ―――― (۶۴)

کتاب	:	انوار البیان (جلد سوم)
تالیف	:	عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور (ایم۔ پی)
تصحیح و تخریج	:	مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی جامعہ غوثیہ غریب نواز، کھجرانہ، اندور
کمپوزر	:	مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید) رضوی کمپیوٹر، اندور (ایم پی)
سن اشاعت بار اول	:	۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۲ء
تعداد	:	(۱۱۰۰) گیارہ سو
ناشر	:	امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو۔ پی)
قیمت	:	

تقسیم کار
کتب خانہ امجدیہ
۴۲۵، مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون: 011-23243187 , 32484831
E-mail :kkamjadia@yahoo.co.uk

آجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

آپ کے چاروں خلفائے راشدین

اور

آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ

اور

آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا

اور آپ کے نورعین امام حسن اور امام حسین

اور

آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و
ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی میرے پیر و مرشد مولانا شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی
میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام
جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے

اور

قیامت تک برستا رہے گا.................. انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا
انوار احمد قادری برکاتی رضوی

کلمات دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ

"انوار البیان"

کے کچھ ابواب پڑھواکر سنے خوب سے خوب تر پائے مولیٰ تعالیٰ انکی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں مقبول فرماکر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہٗ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ "انوار البیان" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہٗ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۲۰۱۲ء، بروز شنبہ

عرض حال

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

اما بعد !

ایک مدت دراز سے میری خواہش تھی اور احباب کا تقاضہ بھی تھا کہ وعظ ونصیحت اور تقریر وخطابت کے لئے ایک ایسی کتاب ترتیب دوں جو آیات کریمہ اور احادیث طیبہ اور مستند روایات و واقعات پر مشتمل ہو اور دینی معلومات کا بیش بہا خزانہ بھی ہو اور زبان وبیان کے لحاظ سے عام فہم اور آسان ہو، تاکہ علماء وطلباء وعوام اور خاص کر ائمۂ مساجد، بھی اس سے مستفید ہو سکیں۔ لیکن یہ کام آسان نہ تھا، مگر اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے فضل وکرم اور میرے بزرگوں کی عنایتوں وغوث وخواجہ ورضا اور مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی دعاؤں نے آسان کر دیا کہ سال کے ۴۸ جمعوں کے لئے ۹۲ تقریروں کا حسین وجمیل مجموعہ ترتیب پایا، جس کے لئے وقت تقریباً پانچ سال لگا، اور اس ترتیب کا نام حضور بحر العلوم حضرت علامہ مفتی الشاہ عبد المنان صاحب قبلہ سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارکپور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "انوار البیان" منتخب فرمایا۔

حضور بحر العلوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس سفر میں ہمارے خاص رہنما اور مشیر تھے۔ سب کچھ کر کے، کتاب کی اشاعت سے قبل ۱۴ ر محرم شریف ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ ر نومبر جمعہ مبارکہ کی شب میں ۹ بج کر ۲۰ منٹ پر داغ مفارقت دے کر وصال فرما گئے۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشان بھی

خدا رحمت کند...... ایں پاک طینت را۔ آمین۔

(۱) اس کتاب کی خصوصیت یہ ہے کہ میں نے فضائل حج کے بیان کی کچھ حدیثیں کعبۂ معظمہ کے سامنے مسجد حرام میں مقام ام ہانی (معراج شریف کی جگہ) پر لکھا۔ فالحمد للہ رب العٰلمین اور فضائل مدینہ طیبہ کی کچھ حدیثیں

مسجد نبوی شریف میں اصحاب صفہ کے چبوترے پر لکھا۔ فالحمدللہ رب العلمین۔ اور اس کتاب یعنی انوار البیان کے کچھ حصے اجمیر شریف میں حضور خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں جنتی دروازہ کے اندرونی حصے میں بیٹھ کر لکھا فالحمدللہ رب العلمین۔ ان مبارک نسبتوں کے فیضان پر مکمل یقین ہے کہ کتاب مقبول خدا اور مقبول انام ہوگی۔

(۲) محقق مسائل جدیدہ، فقیہ العصر، حضرت علامہ، مولانا، مفتی محمد نظام الدین صاحب قبلہ رضوی مصباحی دام ظلہ العالی، صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا ممنون ہوں جنہوں نے چار دن کا اپنا قیمتی وقت صرف فرمایا اور اندور تشریف لائے اور علمائے جامعہ کے ساتھ ہر مہینے کے حساب سے عنوان منتخب فرمایا۔ اور ان تمام حضرات کا شکریہ جنہوں نے ہمارے ساتھ محبت کی اور تھوڑا بھی ساتھ دیا ہے۔ جیسے فقیہ النفس، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد افضال احمد صاحب قبلہ رضوی، دام ظلہ العالی (مفتی مرکزی دار الافتاء، بریلی شریف) خاص کر حضرت مولانا رضی الدین صاحب قادری برکاتی، جنہوں نے کتاب کی تصحیح کرنے میں نہ رات دیکھی نہ دن، شروع سے آخر تک جدو جہد کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا رضی الدین صاحب کو دونوں جہان میں خوش رکھے اور خیر کثیر عطا کرے اور عزیزی حضرت مولانا محمد عارف برکاتی، صدر المدرسین جامعہ اور عزیزم حضرت مولانا امین احمد قادری اور حضرت مولانا مفتی رفیق الاسلام صاحب اور جامعہ کے جملہ علمائے کرام اور حفاظ عظام جن کی خدمت و محبت ہمارے ساتھ رہی اور محترم حاجی محمد صدیق بن محمد جمیل صاحب ٹھیکیدار اور میرے بھائی محترم حاجی محمد مقصود صاحب غوری رضوی اور محترم حاجی محمد اقبال صاحب غوری رضوی جن کی محبت ہمیشہ ہمارے ساتھ رہی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ، رحمٰن و رحیم مولیٰ ہم کو، ہمارے ماں باپ کو، ہمارے بچوں کو، ہمارے ساتھیوں اور تمام قادری، چشتی، برکاتی، رضوی، سنی بھائیوں کو ایمان پر خاتمہ عطا فرمائے اور اس کتاب انوار البیان کو ہم سب کے لئے نجات و بخشش کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ فقط

گدائے غوث و خواجہ و رضا

انوار احمد قادری

۲۱ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

۶ دسمبر ۲۰۱۲ء

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

قرآنِ کریم کا فیضان

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْخَوَاجَهِ الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ۝

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو: رمضان شریف کا مہینہ بے شمار فضائل و برکات کا حامل ہے۔اس ماہ مبارک کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآن مجید کو رمضان شریف میں نازل فرمایا۔رمضان اور قرآن میں ایک خاص نسبت ہے اس ماہ مبارک رمضان شریف میں ایمان والے کثرت سے قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں اور تراویح کی نماز میں قرآن کریم کا ختم شریف بھی ہوتا ہے اس لئے آج ہم فیضان قرآن اور عظمت قرآن کے موضوع پر بیان کریں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو عامل قرآن بنائے اور فیضان قرآن سے مالا مال فرمائے۔

قرآن ہدایت اور شفا و رحمت ہے مومنوں کے لئے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: یٰاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ ۝ وَهُدًی وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ (پ۱۱،رکوع۱۱)

ترجمہ: اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لئے۔ (کنزالایمان)

ہمارے حضور صاحب قرآن، حبیب رحمٰن، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس زمانے میں تشریف لائے وہ دور جاہلیت کا تھا۔ عرب کے لوگ اقلیم کلام وسخن کے تاجدار اور میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوار سمجھے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایسی کامل واکمل کتاب عطا فرمائی جس میں ہر زمانے کے لئے اور ہر قوم کے لئے تمام روحانی وجسمانی امراض کے لئے نسخۂ شفاء ہے۔

اللہ تعالیٰ کا پاک کلام: قرآن مجید کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو سنایا تو فصاحت و بلاغت کے تاجداروں کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں گونگیں ہو گئیں۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

قرآن کریم کی عظمت فصحاء عرب پر: فصحاء عرب نے جب کلام ربانی کو سنا تو اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے ان کی گردنیں جھک گئیں اور زبانیں خاموش ہو گئیں۔ قرآن مجید کی عظمتِ فصاحت و بلاغت کے سامنے لرزہ براندام ہو کر یا تو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا اقرار کر کے مشرف با سلام ہو جاتے۔ یا قرآن کی شان فصاحت و بلاغت کا اعتراف کر کے اپنی عاجزی کا اعلان کر دیتے تھے۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فصحاء عرب میں شمار کئے جاتے تھے۔ ایک دن ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز فجر میں سورۂ طور تلاوت فرما رہے تھے۔ جبیر بن مطعم کلام ربانی کو بغور سنتے رہے جب اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ ۝ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ (پ ۲۷، ع ۳)

ترجمہ: بے شک تیرے رب کا عذاب ضرور ہونا ہے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔ (کنزالایمان)

کی آیت سنی تو آپ کا بیان ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ کا عذاب میری طرف آرہا ہے۔ خوف سے جسم کا بال بال لرزنے اور کانپنے لگا۔ قرآن کریم کی عظمت کا دل سے معترف ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

(اعجاز القرآن، ابو بکر باقلانی، ص ۴۰)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کتنے سخت دشمن تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے قتل کے ارادہ سے گھر سے چلے تھے مگر سورۂ طٰہٰ کی تلاوت سنی تو کفر کا اندھیرا جاتا رہا اور دل کی دنیا بدل گئی اور اسلام لے آئے۔

عتبہ بن ربیعہ خطیب قریش اور عظیم ساحر البیان و فصیح اللسان شخص تھا جب ہمارے حضور رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان نبوت سے سورۂ حٰمٓ کی ابتدائی آیتیں اس نے سنیں تو خوف و دہشت سے اُچھل پڑا۔ گھبراہٹ کے عالم میں قریش کے صنادید کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو کچھ پڑھتے ہیں خدا کی قسم نہ وہ شعر ہے، نہ جادو ہے، نہ کہانت ہے، ان کے لفظ، لفظ میں ایسی پرتاثیر لذت اور لرزہ براندام کردینے والی ہیبت ہے جو دلوں کو موہ لیتی ہے اور قلوب میں خوف خدا کا سیلاب لاتی ہے اور خدا کی قسم ان کے کسی لفظ کا بھی جواب ہمارے پاس نہیں ہے (اعجاز القرآن، ص ۴۰)

حضرت ضماد بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حاذق حکیم وطبیب تھے مکہ مکرمہ آئے، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہیں تشریف لے جارہے تھے پیچھے کچھ لڑکے تھے۔ کفار مکہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مجنون کہا کرتے تھے لڑکوں کا جھنڈ دیکھ کر ضماد بن ثعلبہ نے بھی یہی گمان کیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگے۔ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جنون کا علاج جانتا ہوں اور کرسکتا ہوں۔ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور قرآن کریم کی چند آیتوں کو تلاوت فرمایا۔ ضماد بن ثعلبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر اس قدر اثر ہوا کہ میرا دل کانپ اٹھا اور اسی وقت میں نے اسلام قبول کرلیا۔ (مسند امام احمد، ج ۱، ص ۳۰۲)

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے دربار میں جب تشریف لے گئے اور جب آپ نے سورۂ مریم کی چند آیتیں تلاوت کیں تو نجاشی بادشاہ پر ایسی رقت طاری ہوئی کہ بادشاہ رونے لگا۔ (مسند امام احمد، ج ۱، ص ۲۰۲)

اے ایمان والو! قرآن کریم کی تلاوت کے فیضان وبرکات کے بارے میں آپ حضرات نے سن لیا کہ قرآن شریف کی تلاوت کی تاثیر سے، کفر کے اندھیروں میں بھٹکنے والے، اسلام کے اجالے میں آگئے اور مسلمان ہوگئے۔ یہ ہے قرآن مجید کا فیضان۔

قرآن میں ہر سوال کا جواب موجود ہے: آج دنیا میں بے شمار مذاہب موجود ہیں اور ہر مذہب میں کتاب بھی موجود ہے۔ ہر مذہب والا اپنے مذہب کی حقانیت وسچائی کے ثبوت میں کوئی نہ کوئی کتاب پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارے مذہب کی کتاب حق اور سچ ہے

زبور شریف، تورات شریف، انجیل شریف بے شک مُنَزَّلٌ مِنَ السَّمَاءِ ہیں مگر موجودہ زبور، تورات، انجیل، غلط سلط سے پاک نہیں ہیں ان آسمانی کتابوں میں تحریف کردی گئی ہیں اس لئے یہ کتابیں بھی قابل اعتبار نہ

رہیں اب اس دور میں کوئی کتاب حق اور سچ نہیں ہے صرف قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو حق اور سچ ہے۔ چودہ سو برس سے آج تک قرآن مجید کا ایک ایک حرف محفوظ ہے نہ بدلا گیا ہے اور نہ ہی بدلا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (پ۱۴،ع۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے اتارا ہے یہ قرآن۔ اور بے شک ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! قرآن مجید ہی ایک ایسی کتاب ہے جو ہمیشہ ہر شخص کے لئے ہدایت تھی اور ہمیشہ ہر ایک کے لئے ہدایت رہے گی۔ مذہب اسلام کی حقانیت اور سچائی کے لئے قرآن کریم ایک مضبوط اور عظیم دلیل ہے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم کے بے شمار معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے۔

حضرات! دنیا کی تمام کتابیں سامنے رکھو اور سوال کرو کہ تمہارا نام کیا ہے۔ تم کہاں سے آئے۔ تم کس کی طرف آئے۔ تم کیوں آئے۔ تم کب آئے تو تمام کتابیں خاموش نظر آئیں گی اور کسی کتاب کے پاس بھی ان تمام سوالوں کا جواب نہیں ملے گا۔ لیکن قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی وہ حق اور سچ کتاب ہے۔ جس میں تمام سوالوں کا مفصل اور مدلل جواب موجود ہے۔

آیئے قرآن کریم سے ہی پوچھیں اور سوال کریں۔ اے قرآن بتا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۝ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ (پ۳۰سورۃ البروج) یعنی میرا نام قرآن ہے۔

اے قرآن بتا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (پ۲۷،ع۱۶) یعنی رب العالمین کی طرف سے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس کی طرف تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔

نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ (پ۲۶، رکوع۵) یعنی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم کے پاس آیا ہوں۔

اے قرآن تو بتا کہ آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ آپ کیوں تشریف لائے ہو؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ هُدًى لِّلنَّاسِ (پ۲،ع۷) یعنی لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ آپ کس مہینے میں تشریف لائے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (پ۲،ع۷) ۝ یعنی رمضان شریف کے مہینہ میں آیا ہوں۔

اے قرآن بتا کہ دن میں آپ تشریف لائے یا رات میں اور اس رات کا نام کیا ہے؟ تو قرآن کریم جواب دیتا ہے۔ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (پ۳۰، رکوع۲۲) یعنی شب قدر میں آیا ہوں۔

اے ایمان والو! سن لیا آپ لوگوں نے کہ قرآن پاک نے تمام سوالوں کا مکمل جواب عطا کیا اور یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید حق اور سچ ہے ایسی حق اور سچ کتاب ہمارے پاس ہے مگر ایک ہم ہیں جو قرآن کریم سے دور ہیں، گھر میں قرآن شریف موجود ہے مگر طاقوں میں رکھا ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی فرصت نہیں اور قرآن کریم پر عمل کرنا تو مسلمانوں نے چھوڑ ہی رکھا ہے۔ (الامان والحفیظ)

اے ایمان والو! خوب غور سے سن لو یہ ایک سچی حقیقت ہے کہ دونوں جہاں کی کامیابی کا راز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیمات پر عمل کرنے میں ہے۔ عزت وعظمت، رزق ودولت، حفظ وامان کسی اور کے پاس نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے پاس ہے۔ لہٰذا قرآن کریم کو دلوں میں اتارو، قرآن شریف کو پڑھو اور پڑھاؤ اور اس کی مقدس تعلیمات پر عمل کر کے سچے مسلمان ہو جاؤ، مسلمانوں کی ناکامی وبربادی کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کریم کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ دیا۔ اور یہود ونصاریٰ مشرکین کی راہوں پر چل پڑے۔ سچ کہا ہے ڈاکٹر اقبال نے۔

ہر کوئی مست مئے ذوق تن آسانی ہے تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے نہ دولت عثمانی ہے تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

رمضان شریف میں تورات، زبور، انجیل نازل ہوئیں

انبیائے کرام علیہ السلام پر آسمانی کتابیں اسی ماہ مبارک میں نازل کی گئی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے رمضان شریف کی پہلی تاریخ میں نازل ہوئے۔ تورات چھ رمضان شریف میں، زبور اور انجیل تیرہ رمضان شریف میں نازل ہوئیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قرآن سیکھنے اور سکھانے والا سب سے افضل ہے

ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔ تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (بخاری شریف، ج ۲، ص ۷۵۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۳)

عالم قرآن فرشتوں کے ساتھ ہوگا: نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ۔ قرآن کا عالم معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔

(بخاری شریف، ج:۲، ص:۱۱۲۵، ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۸، مشکوٰۃ، ص:۱۸۳)

قرآن شریف کے ایک حرف پڑھنے سے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن شریف کے ایک حرف کی تلاوت کرنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں اور دس گناہ معاف ہوتے ہیں اور فرمایا: الم لَيْسَ بِحَرْفٍ بَلْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِيْمٌ حَرْفٌ ۔ یعنی میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔ الم تین حرف ہیں۔ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ تیس نیکیاں دیتا ہے اور تیس گناہ معاف فرما دیتا ہے اور قرآن شریف جس جگہ پڑھا جائے وہاں رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۹، مشکوٰۃ، ص:۱۸۶)

ویران گھر: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس کے سینے میں قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۹، مشکوٰۃ، ص:۱۸۶)

جس نے حافظ قرآن کی عزت کی اس نے نبی کی عزت کی

پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حفاظ قرآن کی عزت کرو۔ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَنِيْ۔ جس نے ان کی عزت کی اس نے میری عزت کی۔ (کنز العمال، ج:۳، ص:۲۵۸)

حافظ قرآن اور ان کے ماں، باپ کی عزت

ہمارے سرکار، احمد مختار، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا۔ قیامت کے دن اس کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی چاند جیسی ہوگی اور اس کے ماں، باپ کو ایسا لباس پہنایا جائے گا جس کے مقابلے میں دنیا کی کوئی حقیقت نہ ہوگی۔ قرآن کے (حافظ) قاری کے ماں، باپ کہیں گے یہ ہمیں کس وجہ سے لباس پہنایا گیا ہے تو ان سے کہا جائے گا یہ تمہارے بچے کے قرآن پڑھنے کی وجہ سے ہے (ابوداؤد، ج:۱، ص:۲۰۵، حاکم، ج:۱، ص:۷۵۶)

حافظ قرآن دس رشتہ داروں گنہگاروں کو بخشوائے گا

ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس کو یاد کرلیا اس

کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا اس کے گھر والوں میں سے ان دس لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۱۸، ابن ماجہ)

اے ایمان والو! جب حافظ قرآن دس گناہگار رشتہ دار کی شفاعت کرے گا جن پر جہنم واجب ہو چکی ہے تو ہمارے سرکار شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شفاعت کا عالم کیا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے   آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو   جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

درود شریف:

تہائی قرآن کا ثواب: ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس سے عاجز ہو کہ رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کوئی کیسے پڑھ سکتا ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۷۵۰، مسلم، ج:۱، ص:۲۷۱، ابن ماجہ، ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (پوری سورۃ) پڑھنے سے ایک تہائی قرآن کا ثواب ملتا ہے اور جس نے تین بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پوری سورت پڑھی اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔

شیطان اس گھر سے دور بھاگتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ، شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔

(ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۵، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۸۴)

اے ایمان والو! جس گھر میں قرآن نہ پڑھا جائے وہ گھر قبرستان کی طرح ہے۔ اور جس سینہ میں قرآن نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ آیئے! ہم سب عہد کریں کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں گے اور اس پر عمل بھی کریں گے۔

آباد ہے وہ دل جس میں تیری یاد ہے
جو یاد سے غافل ہو ویران ہے برباد ہے

دلوں کا زنگ کیسے دور کریں: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دل زنگ آلود ہوتے ہیں جیسے لوہا پانی لگنے سے زنگ آلود ہوجاتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس زنگ کو کیسے دور کیا جائے؟ قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ فرمایا موت کو کثرت سے یاد کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے۔ (مشکوٰۃ، ص۱۸۹)

قرآن کی تلاوت نور ہے: ہمارے آقا سید عالم، نور مجسم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قرآن کریم کی تلاوت کرو یہ تمہارے لئے دنیا میں نور ہوگا اور آسمان میں تمہارے لئے بے شمار نیکیوں کا ذخیرہ ہوگا۔

(کنزالعمال، ج:۱، ص:۲۶۸)

قرآن شفاعت کرے گا: اللہ تعالیٰ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اِقْرَءُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ (مسلم، ج:۱، ص:۲۷۰)
قرآن پاک پڑھا کرو اس لئے کہ قرآن اپنے پڑھنے والوں کی قیامت کے دن شفاعت کرے گا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے والے پر جنت واجب ہوگئی

ہمارے سرکار محبوب پروردگار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو قل ھو اللہ احد (پوری سورۃ) پڑھتے دیکھا ارشاد فرمایا: وَجَبَتْ (واجب ہوگئی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں فَقُلْتُ مَاوَجَبَتْ (یعنی میں نے عرض کیا کہ) کیا واجب ہوگئی؟ قَالَ اَلْجَنَّةُ (تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت (واجب ہوگئی) (ترمذی، ج:۲، ص:۱۱۷، مشکوٰۃ شریف، ص۱۸۸)

سورۂ فاتحہ کی شان: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ سدرہ کے مکین حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کی قسم! جس نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اگر روئے زمین کے تمام دریا کے پانی سیاہی ہو جائیں اور تمام درخت قلم بن جائیں اور ساتوں زمین اور آسمان سب کاغذ ہو جائیں اور ابتدائے عالم سے لیکر آج تک تمام فرشتے اور سارے انسان مل کر اس کے فضائل لکھنا چاہیں تو نہیں لکھ سکتے۔ (جنت کا ہشت)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

امیر المومنین سید السادات میرے آقا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اگر میں چاہوں اور سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھنے لگوں تو اتنی ضخیم لکھ دوں کہ ستر اونٹوں کا بوجھ تیار ہو جائے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ ص ۳۷)

سورۂ فاتحہ لا علاج بیماری کا علاج ہے

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سورۂ فاتحہ ہر طرح کی بیماری کا علاج ہے جو بیماری کسی علاج سے درست نہ ہوتی ہو تو صبح کی نماز کے بعد سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ بسم اللہ کے ساتھ پڑھ کر دم کرنے سے لا علاج بیماری کا علاج ہو جاتا ہے اور میرے پیارے خواجہ، بندہ نواز، کرم نواز، حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اَلْفَاتِحَۃُ شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَاءٍ یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کے لئے شفاء ہے اور ہر درد کے لئے دوا ہے اور فرماتے ہیں سورۂ فاتحہ پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (سنن الدارمی، ج: ۲، ص: ۵۳۸، ہشت بہشت)

حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہمارے آقا، جانِ جان، صاحب قرآن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا علماء قرآن سے کبھی آسودہ نہیں ہوں گے اور کتنا زیادہ بھی بار بار قرآن کو پڑھا جائے مگر قرآن پرانا نہیں ہوگا اور اس کے عجائب کبھی ختم نہ ہوں گے۔

ترمذی شریف اور اشعۃ اللمعات میں ہے یعنی قرآن کے معانی وعلوم کبھی ختم نہ ہوں گے اس لئے علماء قرآن مجید سے کبھی آسودہ نہ ہوں گے۔ (حاشیہ الدولۃ المکیہ، ص ۳۷)

اندھا آنکھ والا ہو گیا: ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص قرآن کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے اس کے آنکھ کی روشنی بڑھ جاتی ہے اور اس کی آنکھ کبھی نہیں دُکھتی اور نہ خشک ہوتی ہے اور میرے خواجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نابینا شخص ایک بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی نابینائی کے بارے میں عرض کیا تو اس بزرگ اللہ والے نے سورۂ فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اس شخص کی دونوں آنکھوں پر مَلا جس سے اس شخص کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں۔ (دلیل العارفین)

قرآن کریم کا ادب کرنے والا جنت میں فرشتوں کے ساتھ ہوگا

ہند کے راجہ، میرے پیارے خواجہ، سلطان الہند، عطائے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص بڑا گنہگار فاسق وفاجر تھا اور لوگ اس کے فسق وفجور کے سبب اس سے نفرت کرتے تھے اس گنہگار شخص کا انتقال ہوگیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا کہ اس کے سر پر تاج ہے اور جنتی لباس پہنے ہوئے فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل ہو رہا ہے اس شخص سے پوچھا گیا تو تو بدکار، گنہگار تھا یہ دولت کہاں سے نصیب ہوئی تو اس شخص نے جواب دیا کہ بے شک میں بدکار وگنہگار تھا مگر ایک نیکی کرتا تھا وہ یہ ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی قرآن شریف کو دیکھتا تو کھڑا ہو جاتا اور بڑے ادب واحترام سے دیکھتا رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ادب واحترام کے سبب مجھے بخش دیا اور فرشتوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمایا۔ (حکایت حکایت)

قرآن کریم کا ادب اور محمود غزنوی

حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بستر پر دراز ہوئے آرام کرنے کے لئے تو دیکھا کہ قرآن شریف طاق میں رکھا ہوا ہے۔ بادشاہ نے دل میں سوچا کہ قرآن مجید جہاں رکھا ہوا ہے وہاں میں کس طرح سوسکتا ہوں یہ ادب کے خلاف ہے۔ قرآن شریف کو طاق سے لیا اور دوسرے کمرے میں رکھ دیا۔ پھر خیال آیا کہ میں نے قرآن مجید کو اپنے آرام کے لئے دوسری جگہ رکھ دیا ہے یہ بھی خلاف ادب ہے پھر اٹھے اور قرآن شریف کو اسی جگہ رکھ دیا جہاں پہلے رکھا ہوا تھا اور خود بادشاہ دوسرے مکان میں آرام کے لئے چلے گئے۔ جب آپ کا وصال ہوگیا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت محمود غزنوی بادشاہ جنت کے باغوں میں ٹہل رہے ہیں۔ پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کیسے ملا تو جواب دیا قرآن کریم کے ادب واحترام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور میرا مقام جنت میں ہے۔ (دلیل العارفین، ص ۴۲، ۴۳)

اے ایمان والو! آج ہمارا یہ حال ہے کہ قرآن کا ادب ہم نہیں جانتے اور نہ کرتے ہیں۔ جیسے ویسے قرآن کریم کو ہاتھ میں لے لیتے ہیں نہ چھونے کا ادب معلوم ہے اور نہ پڑھنے کا ادب ہم کرتے ہیں۔ ہمارے گھروں میں قرآن مجید رکھا ہے گرد وغبار پڑے ہوئے ہیں دھول جمی ہوئی ہے، ٹی وی کا کور روز صاف ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید کو ہم ہاتھ نہیں لگاتے تو پھر ہمارے گھروں میں برکت ورحمت کیسے ہوگی۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے

ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کے لئے دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰس ہے جس نے یٰس پڑھی۔ اللہ تعالیٰ اس کو دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے یٰس پڑھے گا اس کے سابقہ گناہوں کی مغفرت ہو جائے گی۔ لہٰذا اس کو اپنے مُردوں کے پاس پڑھو۔ (داری، ج:۲، ص:۵۴۸، ترمذی، ج۲، ص۱۱۶، مشکوٰۃ، ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! جاگو اور ہوش میں آؤ کتنے بہروپیے اسلامی لباس میں، مسلمانوں کی صورت میں قرآن کریم پڑھ کر قرآن کے غلط، سلط مطالب کو بیان کر کے تمہارے ایمان کو برباد کرنے میں لگے ہیں۔ ضرورت ہے صحیح تعلیم قرآن کی، اسی قرآن سے بہت سے لوگ ہدایت یافتہ ہوئے ہیں اور بہت سے لوگ غلط معنیٰ و مطلب بیان کر کے گمراہ ہوئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ۱، ع۳)

ترجمہ: اللہ بہتیروں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہتیروں کو ہدایت فرماتا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! قرآن ایک ہے مگر پڑھنے والا جس کے سینے میں عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے اس قرآن سے ہدایت پائے گا اور وہ شخص جس کا سینہ عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے اسی قرآن سے گمراہ ہو جائے گا۔ قرآن پڑھنے والا ہدایت پاتا ہے اور کچھ لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں۔

مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب، قرآن مقدس سے کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے (مسلم شریف)

قرآن کریم کا غلط معنیٰ نکالنے والا بدترین مخلوق ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے اور فرماتے ہیں۔ اِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰى اٰيَاتٍ نَزَلَتْ فِى الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (بخاری، ج۲، ص۱۰۲۴)

یعنی بے شک یہ لوگ ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مومنوں (مسلمانوں) پر چسپاں کرتے ہیں

اے ایمان والو! جاگو، ہوش میں آؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کی فکر کرو؟ کیسا نازک دور آگیا ہے کہ چہرے پر داڑھی ہے ہاتھ میں تسبیح ہے اور زبان پر کلمہ و نماز ہے اور مسلمان کہلا رہے ہیں مگر مسلمان نہیں ہیں۔ قرآن پڑھتے ہیں حدیثیں سناتے ہیں۔ بخاری بخاری کی رٹ لگاتے ہیں اور قرآن و حدیث کے معانی و مطالب کو بگاڑ کر غلط انداز سے پیش کرتے ہیں جس کی وجہ سے سنی مسلمان دھوکہ کھا جاتا ہے اور ان کی باتیں سننے لگتا ہے اور ان کے نقلی چہرے کو پہچان نہیں پاتا۔ فریب کا شکار ہو جاتا ہے اور ایک دن ایسا آتا ہے کہ اپنے ایمان کو برباد کر لیتا ہے اور جہنم کا مستحق قرار پاتا ہے۔

اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ قرآن کو ہاتھ میں دیکھ کر فریب نہ کھانا، قرآن کا پڑھنے والا ضروری نہیں ہے کہ مومن ہی ہو جیسا کہ مسلم شریف کی روایت بیان کی جا چکی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن مقدس سے اللہ تعالیٰ کتنے لوگوں کو بلند مرتبہ عطا فرماتا ہے اور کتنے لوگوں کو ذلیل و خوار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا قرآن تو صاف لفظوں کے ساتھ آگاہ کر رہا ہے کہ قرآن پڑھنے والا گمراہ بھی ہوتا ہے اور ہدایت یافتہ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے واضح انداز سے بیان فرمایا ہے کہ ہر قاری قرآن مومن نہیں ہوتا بلکہ منافق بھی قرآن پڑھتا ہے۔ اور منافق کی پہچان ہے کہ قرآن و حدیث کا غلط مطلب نکالے اور بیان کرے جیسا کہ بخاری شریف کی روایت بیان ہوئی کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خارجیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ بدترین مخلوق ہیں اس لئے کہ ان لوگوں نے ان آیات قرآنی کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم کی حدیث سے ثابت ہو گیا کہ وہ شخص بدترین مخلوق ہے جو قرآن و حدیث کا غلط ترجمہ کرے اور ان کے مطلب و مفہوم کو بگاڑ کر بیان کرے جیسا کہ اس زمانے کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی کرتے ہیں۔ یہ وہ گمراہ طبقہ ہے جنہوں نے قرآن کو اس کی شان نزول، اور منشاء و مراد کے خلاف استعمال کیا اور احادیث کریمہ کے معانی و مطالب کو غلط انداز سے بیان کر کے امت میں فتنہ و فساد پیدا کر دیا یعنی آیت کریمہ تو نازل ہوئی۔ بتوں اور جھوٹے خداؤں کے بارے میں اور وہابی، دیوبندی، تبلیغی ثابت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں، نیکوں، انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیائے عظام اور بزرگان دین علیہم الرضوان کے لئے اسی لئے قرآن کا ارشاد پاک ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (پ ۱، رکوع ۳)

مثال کے طور پر وہابیوں، دیو بندیوں کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے

وہابیوں، دیو بندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد انبٹھوی کا عقیدہ کہ رسول اللہ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں ہے اور لکھتے ہیں کہ شیطان اور ملک الموت کے علم سے رسول اللہ کا علم کم ہے۔ اور شیطان و ملک الموت کا علم قرآن سے ثابت ہے۔ اور رسول کا علم قرآن سے ثابت نہیں۔ اور جو شخص رسول اللہ کا علم ثابت کرے وہ مشرک ہے۔ (براہین قاطعہ، ص ۵۱، مطبوعہ سڈھورہ)

حضرات! آپ نے سن لیا کہ وہابی دیو بندی کا عقیدہ کس قدر خراب ہے کہ شیطان کا علم تو قرآن کی آیت سے ثابت ہے اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب قرآن سے ثابت نہیں ہے (معاذ اللہ تعالیٰ)

حضرات! اب میں آپ حضرات کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کتنا وسیع علم عطا فرمایا ہے اب آپ خوب غور سے سنئے اور یاد رکھئے تا کہ بدعقیدوں کو جواب دے سکیں کہ تمام علوم قرآن مجید میں ہیں اور قرآن مجید میرے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سینے مبارک میں ہے تو آپ حضرات خود فیصلہ کرو اور وہابی دیو بندی کو بتاؤ کہ میرے آقا نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم حاصل ہوئے ہیں کیوں کہ قرآن میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اور قرآن میں سارے علوم موجود ہیں تو ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو علوم کا خزانہ عطا فرمایا ہے اور اس میں علم غیب بھی موجود ہے۔ لیکن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب مومن مانتا ہے اور منافق انکار کرتا ہے۔

قرآن میں علوم کا خزانہ ہے: قرآن مجید وہ باعظمت کتاب ہے جس میں تمام علوم کا خزانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (پ ۱۴، ع ۱۸)

ترجمہ: اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (کنز الایمان)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ (پ ۷، ع ۱۰)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔ (کنز الایمان)

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لَوْ ضَاعَ لِيْ عِقَالُ بَعِيْرٍ لَوَجَدْتُهٗ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ۔ یعنی اگر میرے اونٹ کے پاؤں کی رسی گم ہو جائے تو میں اس کو قرآن میں تلاش کر کے پالوں گا۔ (اتقان، ج ۲، ص ۱۲۶)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا جَمِيْعُ الْعِلْمِ فِي الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ ۔ یعنی تمام علوم قرآن کے اندر موجود ہیں یہ اور بات ہے کہ لوگوں کی کوتاہ عقلیں ان کے سمجھنے سے قاصر ہیں (اتقان، ج ۲)

آیۃ الکرسی کی فضیلت اور علم غیب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے فطرانہ کے غلہ کی حفاظت کے لئے مقرر فرمایا۔ رات ہوئی تو ایک شخص آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں گا، اس نے کہا میں غریب عیال دار اور حاجت مند ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ یَا اَبَا هُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ۔ اے ابو ہریرہ تمہارا رات کا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس نے سخت حاجت اور عیالداری کی شکایت کی مجھے رحم آیا تو اسے چھوڑ دیا۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس نے تم سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا۔ میں نے سمجھ لیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ (چور) پھر آئے گا، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اس کے انتظار میں تھا کہ وہ (چور) پھر آیا اور غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤں گا۔ اس (چور) نے کہا، مجھے چھوڑ دو میں محتاج ہوں اور بال بچے والا ہوں، اب نہیں آؤں گا مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔ جب صبح ہوئی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ ۔ اے ابو ہریرہ! تمہارا قیدی کیا ہوا؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس (چور) نے سخت محتاجی اور بال بچوں کی شکایت کی تو مجھے پھر اس پر رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُوْدُ۔ اے ابو ہریرہ! یاد رکھو اس نے تم سے جھوٹ بولا ہے اور وہ پھر آئے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمان پر یقین تھا کہ وہ ضرور آئے گا۔ میں انتظار میں تھا اور وہ (چور) آیا اور غلہ بھرنے لگا میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا، تجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور میں پیش کروں گا تو ہر بار یہی کہتا ہے کہ پھر نہیں آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے اس (چور) نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ میں تجھے ایسے کلمات یعنی وظیفہ سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان سے نفع دے گا۔ جب تم آرام کے لئے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لو۔ صبح تک اللہ کی طرف سے ایک محافظ (فرشتہ) رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آئے گا میں نے اس (چور) کو چھوڑ دیا۔

فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ۔ صبح ہوئی تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ! تمہارے قیدی کا کیا ہوا۔ میں نے عرض کیا۔ اس

(چور) نے مجھ سے کہا میں تم کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں نفع دے گا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ صَدَقَکَ وَھُوَ کَذُوْبٌ۔ اس نے سچ کہی ویسے وہ بڑا جھوٹا ہے اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو ہریرہ جس سے تم تین راتوں سے گفتگو کر رہے ہو، جانتے ہو وہ (چور) کون ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی میں اس (چور) کو نہیں جانتا ہوں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ذَاکَ شَیْطَانٌ وہ شیطان ہے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۳۱۰، مشکوٰۃ، ص۱۸۵)

اے ایمان والو! اس حدیث پاک سے دو مسئلے معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے۔ جبھی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ وہ (چور) کل پھر آئے گا اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ بھی معلوم ہے کہ وہ آنے والا اور چوری کرنے والا کوئی انسان نہیں ہے بلکہ شیطان ہے۔ اور یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ہم سونے سے پہلے اپنے بستر پر آیۃ الکرسی پڑھ لیں تو اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت کے لئے فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو رات بھر ہماری حفاظت کرتا ہے۔ یہ ہے آیۃ الکرسی شریف کی برکت۔ اللہ تعالیٰ ہم کو پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب پر ایمان رکھنے کی اور سونے سے پہلے آیۃ الکرسی شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بسم اللہ شریف کی برکت: ہمارے آقا سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ والحمد للہ پڑھ لیا کرو (اس کی برکت یہ ہوگی) جب تک تمہارا وضو باقی رہے گا اس وقت تک فرشتے تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے (طبرانی)

بسم اللہ شریف پڑھنے سے بخشش کا پروانہ ملتا ہے

کان ولایت صاحب خلافت میرے آقا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کو عمدگی اور ادب سے پڑھا اس شخص کی بخشش ہوگئی (کنز العمال)

بیٹے نے پڑھا اور باپ بخش دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک قبر سے گزر ہوا تو دیکھا کہ قبر والے پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ یہ ملاحظہ فرمانے کے بعد آپ چند قدم آگے تشریف لے گئے اور رفع حاجت سے فارغ ہو کر پھر واپس تشریف

لائے اور اسی قبر سے گزرے تو ملاحظہ فرمایا کہ قبر میں نور ہی نور ہے اور اس قبر پر رحمت الٰہی کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ بہت حیران ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا۔ یا اللہ تعالیٰ کیا ماجرا ہے۔ ابھی عذاب نازل ہو رہا تھا اور اب اس قبر میں نور ہی نور ہے اور رحمت کی بارش ہو رہی ہے۔ تو ارشاد ہوا۔ اے روح اللہ (علیہ السلام) یہ شخص بڑا گنہگار اور بدکار تھا۔ اس وجہ سے عذاب میں گرفتار تھا۔ لیکن اس نے اپنی بیوی حاملہ چھوڑی تھی اس کے لڑکا پیدا ہوا اور آج اس لڑکے کو مدرسہ بھیجا گیا۔ استاد نے اس لڑکے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھائی۔ ہمیں حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اس شخص کو عذاب دوں جس کا بچہ زمین پر میرا نام لے رہا ہے (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! ہمارے اسلاف پہلے کے مسلمان باعزت و کامیاب تھے اس لئے کہ وہ قرآن کریم سے محبت کرتے تھے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ تاریخ پڑھو تو پتہ چلے گا کہ وہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے پوری دنیا کو اپنے پیارے اسلام کے سامنے جھکا دیا تھا۔

قیصر و کسریٰ جیسی سپر طاقتوں کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ ہر میدان میں فتح و ظفر کامیابی و کامرانی نے ہمارے بزرگوں کے قدم چومے اور آج ہم ہیں کہ یہود و نصاریٰ و مشرکین کے قدموں میں پڑے نظر آ رہے ہیں۔ ذلت و رسوائی ہماری پہچان بنتی جا رہی ہے۔ کفار و مشرکین ہم پر غالب آ رہے ہیں اور ہم ان کی حکومتوں میں غلام بنتے جا رہے ہیں۔ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق نہیں۔ ایک دوسرے کی برائی و غیبت میں لگے ہیں۔ ایک دوسرے سے اختلاف معمولی بات ہے۔ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ کٹ رہے ہیں اور ذلت و رسوائی سے دوچار ہیں۔ آؤ سب مل کر توبہ کریں اور قرآن کریم کے احکامات پر عمل کرنا شروع کر دیں اور یقین رکھیں کہ وہ دن دور نہیں کہ کامیابی و کامرانی پھر ہمارے قدم چومے گی۔

درس قرآن گر ہم نے نہ بھلایا ہوتا یہ زمانہ نہ زمانے نے دکھایا ہوتا
وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر آج ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

پہلا جمعہ......................................دوسرا بیان

رمضان المبارک کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ۲ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

سعادت کے جلو میں رحمت پروردگار آئی
مسلمانوں کے گھر چل کر خدا کا لطف عام آیا

اور سرکار اعلیٰ حضرت، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شور مہ سن کر تجھ تک میں دواں آیا
ساقی میں تیرے صدقے مے دے رمضاں آیا

روزہ فرض الٰہی ہے: ہر مسلمان (مرد و عورت) عاقل و بالغ پر رمضان شریف کے روزے فرض ہیں اور نماز معراج کی شب فرض ہوئی جبکہ روزے ۱۰ ر شوال ۲ھ کو فرض ہوئے۔ (تفسیر خازن۔ بہار شریعت)

روزہ کے لئے رمضان کا مہینہ کیوں منتخب ہوا

اسلام میں اکثر اعمال کے پیچھے کسی نہ کسی نیک بندے کی یاد موجود و مقصود ہے جیسے عرفات کے میدان میں حج کا فریضہ حضرت آدم و حوا علیہما السلام کی یادگار ہیں۔ قربانی کا نیک عمل حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

صفا ومروہ کی سعی، حضرت سیدہ ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے کی یاد کو باقی رکھتا ہے۔
اسی طرح ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رمضان شریف کے مہینے میں کچھ دن کھانے، پینے سے پرہیز کرتے تھے یعنی ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رمضان شریف میں بھوکے اور پیاسے رہنا پسند فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے بھی روزے کے لئے ماہ رمضان شریف کو پسند فرمالیا اور پورے رمضان شریف کے روزے ایمان والوں پر فرض کردیئے تاکہ میرے حبیب، کونین کے طبیب مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یادگار باقی رہے اور میرے محبوب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت قائم رہے۔

روزہ امم سابقہ پر بھی فرض تھا: حضرت آدم علیہ السلام ہر ماہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزہ رکھتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السلام پورے سال روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن چھوڑ کر، ایک دن روزہ رکھتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن نہیں رکھتے تھے۔ (تفسیر عزیزی، ج۱، ص۶۳۹)

روزے کا سب سے بڑا فائدہ: روزہ رکھنے کے سبب روزہ دار متقی پرہیزگار بن جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ تاکہ تم (اے ایمان والو) پرہیزگار بن جاؤ۔

بچوں کو روزہ رکھنے کا حکم دو: بچوں کو جلد سے جلد روزہ رکھنے کا حکم دو یعنی عادت ڈالو۔ تاکہ جب بچہ بالغ ہوجائے تو اسے روزہ رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ اسی لئے فقہائے کرام فرماتے ہیں۔ بچہ کی عمر جب دس سال کی ہوجائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اسے ماہ رمضان شریف میں روزہ رکھوایا جائے۔ اگر طاقت ہوتے ہوئے بچہ روزہ نہ رکھے تو مار کر روزہ رکھوائیں۔ (ردالمحتار)

رمضان شریف کو پہچانو: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر بندوں کو معلوم ہوجاتا کہ رمضان شریف کی (فضیلت وبرکت) کیا چیز ہے تو میری امت تمنا کرتی کہ پورا سال رمضان ہی ہوتا (تو بہتر تھا) (ابن خزیمہ، ج۳، ص۱۹۰، الترغیب، ج۲، ص۱۰۳، کنزالعمال، ج۸، ص۲۳۳)

رمضان شریف کی پہلی رات میں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر رحمت فرماتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول مقبول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے

فرمایا جب رمضان شریف کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرم فرماتا ہے، اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی جانب نظر کرم فرمائے تو اسے کبھی عذاب نہ دیگا اور ہر دن دس لاکھ (گنہگاروں) کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انتیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کئے ان کی تعداد کے برابر اس رات میں آزاد کرتا ہے پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو فرشتے عید مناتے ہیں (یعنی خوشی کا اہتمام کرتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ اپنے نور کی خاص تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے گروہ ملائکہ اس مزدور کو کیا بدلہ دیا جائے جس نے کام پورا کرلیا۔ تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے اللہ تعالیٰ! اس بندے کو پورا اجر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تم سب کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا۔ (اصبہانی، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۹۸)

رمضان شریف کا روزہ رکھنے والا صدیقین وشہداء کا ثواب پاتا ہے

ہمارے سرکار محبوب پروردگار مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان شریف کے روزے رکھوں اور اس کی راتوں میں قیام کروں (یعنی نماز تراویح پڑھوں) تو میں کن لوگوں میں سے ہوں گا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم صدیقین اور شہداء میں سے ہو جاؤ گے۔

(بزار، ابن خزیمہ، ابن حبان، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۰۶-۱۰۵، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۹)

رمضان شریف میں برکت ہی برکت ہے

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ماہ شعبان کے آخری دن وعظ فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے پاس عظمت و برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات (ایسی ہے) جو ہزار مہینوں سے افضل ہے (یعنی شب قدر) اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اس کی رات میں قیام (یعنی نماز تراویح) تطوع (یعنی سنت) ہے جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور اس ماہ میں جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مواسات (یعنی غمخواری اور بھلائی) کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے جو اس ماہ میں روزہ دار کو افطار کرائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اس کی گردن آگ

سے آزاد کردی جاتی ہے (یعنی دوزخ سے آزاد کردیا جاتا ہے اور روزہ افطار کرانے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا۔ بغیر اس کے کہ اس کے اجر میں کچھ کم ہو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم ہم میں سے ہر شخص اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ وہ روزہ افطار کرائے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب ہر اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کھلایا اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔

یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول رحمت اور اس کا اوسط مغفرت اور آخر جہنم سے آزادی کا ہے۔ جو اپنے غلام (یعنی نوکر ملازم) پر اس مہینہ میں تخفیف کرے (یعنی کام کم لے) تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمادے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳، ص:۳۰۵، صحیح ابن خزیمہ، ج:۳، ص:۱۹۱)

رمضان ابر رحمت ہے: کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کا پیارا گھر مسلمان کو بلا کر دیتا ہے جیسے کنواں کہ اس کے پاس جائے تو پانی ملتا ہے اور رمضان شریف ابر رحمت ہے یعنی رمضان خود ہی آ کر برستا ہے اور سیراب کردیتا ہے (تفسیر نعیمی)

ماہ رمضان کی ہر ساعت عبادت ہے

رمضان شریف وہ برکت والا مہینہ ہے کہ اس کا دن ہو یا رات ہر وقت عبادت ہوتی ہے روزہ عبادت، افطار عبادت، تراویح عبادت، پھر تراویح پڑھ کر سونا بھی عبادت، کیوں کہ سحری کے انتظار میں سویا اور سحری کھانا عبادت، گویا رمضان شریف کا دن ہو یا رات اس کی ہر ساعت عبادت ہی عبادت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

رمضان میں مرنے والے کا حساب نہ ہوگا

رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرض کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص رمضان شریف میں مرجائے تو اس سے قبر میں سوال و جواب نہ ہوگا (تفسیر نعیمی)

رمضان شریف کے کھانے، پینے کا حساب نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف)

رمضان کے لئے پورے سال جنت کو سجایا جاتا ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے

فرمایا، جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان شریف کے لئے سجائی جاتی ہے۔ جب رمضان شریف کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے پتوں سے عرش کے نیچے ایک ہوا حور عین پر چلتی ہے اور وہ کہتی ہیں اے رب تعالیٰ! تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے ان کو شوہر بنا جن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ان کی آنکھیں ہم سے ٹھنڈی ہوں۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۳، ص:۳۱۲، ۳۱۳)

رمضان شریف میں آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں ایک روایت میں آتا ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین زنجیروں میں باندھ دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۳۶، ۲۵۵، مسلم، ج:۱، ص:۳۳۶)

رمضان میں شیاطین قید کردیئے جاتے ہیں

ہمارے آقا و داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کردیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور منادی پکارتا ہے اے خیر! (یعنی بھلائی) کے چاہنے والے! متوجہ ہو جا اور اے شر کے طلبگار! باز رہ اور کچھ لوگ جہنم سے آزاد کئے جاتے ہیں اور یہ ہر رات (رمضان) میں ہوتا ہے۔ (امام احمد، ترمذی، ج:۲، ص:۱۵۵، ابن ماجہ، ج:۱، ص:۱۱۹)

رمضان شریف میں ہمارے حضور کی خاص عطاء ہوتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب رمضان شریف کا مہینہ آتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیتے اور ہر سائل مانگنے والے کو عطا فرماتے۔

(شعب الایمان للبیہقی، ج:۳، ص:۳۱۱)

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ہمارے نبی قاسم نعمت و دولت مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

تمام قیدیوں کو آزاد فرما دیتے تھے تو ہم بھی آج نہ جانے کتنے غم والم اور مصیبت و بیماری کے قیدی بنے ہوئے ہیں۔ دشمنوں کے نرغے میں پھنسے ہوئے ہیں۔ آؤ اپنے مختار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں اس ماہ مبارک رمضان شریف میں عرض کریں کہ آقا کل کے قیدیوں کو آپ نے آزاد کیا تھا ہم بھی زمانے کے ستم کے قیدی بن چکے ہیں ایک نگاہ کرم ڈال دیجئے اور قید غم سے آزاد فرما دیجئے۔ یقیناً کرم ہوگا اور آزادی نصیب ہوگی اور دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مانگنے والے کو عطا فرماتے تھے۔ پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سنت ہے اور نبی سے مانگنے کو شرک و بدعت کہنا بے ایمان وہابی، دیوبندی کی گندی طبیعت ہے۔ اسی لئے ہم ایمان والے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلام اپنے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگتے تھے اور مانگتے رہیں گے۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ اور اللہ تعالیٰ کی دین و عطا سے ہمارے نبی دیتے تھے، دیتے ہیں اور دیتے رہیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی

درود شریف:

رمضان اور قرآن شفاعت کریں گے

قیامت میں رمضان اور قرآن روزے دار کی شفاعت کریں گے۔ رمضان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہے گا یا اللہ تعالیٰ میں نے اسے دن میں کھانے، پینے سے روکے رکھا تھا اور قرآن عرض کرے گا کہ یا رب تعالیٰ! میں اسے رات میں تلاوت قرآن یعنی تراویح کے ذریعہ سونے سے روکے رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ رمضان اور قرآن کی شفاعت قبول کرے گا اور روزہ دار کو بخش کر جنت عطا فرمائے گا (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۲، ص:۵۸۶، تفسیر نعیمی)

پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ (بخاری، ج:۱، ص:۶۵۸، مسلم، ج:۱، ص:۲۵۹، سنن ابوداؤد، ج:۱، ص:۱۹۳)

ترجمہ: جو شخص ایمان و اخلاص سے رمضان کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

جمعہ کی ہر ساعت میں دس لاکھ کی بخشش: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان میں ہر دن افطار کے وقت دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ جن پر گناہوں کی وجہ سے جہنم واجب ہو چکا تھا اور جمعہ مبارکہ کی رات شروع ہونے سے لیکر جمعہ کا پورا دن سورج ڈوبنے تک ہر ساعت میں دس لاکھ گنہگاروں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے جو جہنم کے عذاب کے مستحق ہو چکے تھے اور جب رمضان شریف کا آخری دن آتا ہے تو پہلی رمضان سے اب تک جتنے بخشے گئے ہیں اس کی مقدار کے برابر اس آخری ایک دن میں بخشے جاتے ہیں (محب العالمین)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿۹﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ......................................پہلا بیان

روزہ کے فضائل ومسائل

اور سحر وافطار کی برکتیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲، ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

رمضان بخشش کے لئے آیا ہے: حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کو امت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عذاب دینا مقصود ہوتا تو اس امت کو رمضان اور سورہ قل ھو اللہ احد شریف نہ عطا فرماتا (نزہۃ المجالس)

ایک روزہ چھوڑنے کا نقصان: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمضان کے ایک دن کا روزہ بغیر رخصت وبغیر مرض کے افطار کیا یعنی چھوڑ دیا تو زمانے بھر کا روزہ اس روزہ کا بدلہ نہیں ہو سکتے اگرچہ بعد میں رکھ بھی لے۔

(بخاری شریف، ج... ص...، ابن ماجہ ص:۱۲۰، ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۶)

جنت میں روزے دار کا دروازہ: ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ سے (جنت میں) وہی داخل ہوں گے جو روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۶۱، و مسلم، ج:۱، ص:۳۶۳)

روزہ ڈھال اور مضبوط قلعہ ہے: ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا روزہ

سپر یعنی ڈھال ہے اور دوزخ سے بچنے کا مضبوط قلعہ ہے۔ (امام احمد، ج:۲، ص:۴۰۲، بیہقی)

روزہ بدن کی زکوۃ ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہمارے آقا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر شے کے لئے زکوۃ ہے اور بدن کی زکوۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے (ابن ماجہ، ص:۱۲۵)

روزہ کے برابر کوئی عمل نہیں: حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم مجھے کوئی عمل بتائیے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں، میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی عمل بتائیے تو ارشاد فرمایا۔ روزہ کو لازم کرلو کہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں۔ پھر میں نے (تیسری بار) عرض کی کہ مجھے کوئی عمل بتائیے تو (تیسری مرتبہ بھی) حکم ہوا کہ روزہ کو لازم کرلو۔ (نسائی شریف، ج:۱، ص:۲۳۰، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۵۲)

روزہ دار اور جہنم کے بیچ سو برس کا فاصلہ

حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ روزہ دار اور دوزخ کے درمیان سو برس کی دوری ہوگی اور حضرت معاذ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ جو شخص غیر رمضان میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھا تو تیز گھوڑے کی رفتار سے سو برس کے فاصلے پر دوزخ سے دور ہوگا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ روزہ دار اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ اتنی بڑی خندق کردے گا جتنا آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے۔

(مسلم، ج:۱، ص:۳۶۳، ترمذی، ج:۱، ص:۲۹۳، ابن ماجہ، طبرانی اوسط، ج:۳، ص:۲۶۸)

اے ایمان والو! روزہ دار سے اللہ تعالیٰ بڑی محبت فرماتا ہے اور روزہ دار پر کوئی عذاب ہو اللہ تعالیٰ کو ہرگز گوارا نہیں، اسی لئے تو جہنم کو اپنے روزہ دار بندے سے اتنا دور رکھتا ہے جتنا فاصلہ آسمان اور زمین کے بیچ ہے مگر روزہ دار کا مومن سنی مسلمان ہونا ضروری ہے ورنہ یہودی، عیسائی، شیعہ اور وہابی، دیوبندی بھی روزہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

درود شریف:

روزہ دار کے منہ کی بو: ہمارے آقا، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رِّيْحِ الْمِسْكِ ٥

(بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱، ص:۳۶۳)

روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں: لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ۔ ایک خوشی روزہ دار کو افطار کے وقت ملتی ہے اور دوسری خوشی اس وقت ملے گی جب رب تعالیٰ کا دیدار کرے گا۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۵۵، مسلم، ج:۱، ص:۳۶۳)

افطار کے وقت کی دعا رد نہیں ہوتی: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ روزہ دار کی دعاء افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے کریم نبی رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص کی دعاء رد نہیں کی جاتی۔ ایک روزہ دار جس وقت افطار کرتا ہے اور دوسرا عادل بادشاہ اور (تیسرا) مظلوم کی دعا۔ اس کو اللہ تعالیٰ ابر (یعنی آسمان) سے اوپر بلند کرتا ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! ضرور تیری مدد کروں گا اگر چہ تھوڑے زمانے کے بعد۔ (امام احمد، ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، ص:۱۲۵)

اے ایمان والو! افطار کا وقت بڑا مقبول ومسعود ہے اس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے خصوصی انعام واکرام کی بارش ہوتی ہے اور روزہ دار کی ہر دعا افطار کے وقت اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے مگر ایک ہم ہیں جو اس مقبول وقت میں۔ پھل۔ فروٹ اور دوسرے افطاری کی چیزوں کو ادھر سے اُدھر رکھنے اور سجانے میں لگے رہتے ہیں اور ایسی مقبول ساعت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ آؤ ہم عہد کریں کہ افطار سے کم سے کم دس منٹ پہلے دعاء مانگنا شروع کردیں گے اور کوئی بات نہیں۔ کوئی کام نہیں صرف دعاء مانگیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں افطار کے وقت توفیق دعا عطا فرمائے۔

افطار کرانے والا بخش دیا جاتا ہے: ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ جس شخص نے رمضان میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص:۱۷۳)

اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ بھی فرمایا جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے اللہ تعالیٰ اس شخص کو

میرے حوض سے قیامت کے دن پانی پلائے گا، کہ کبھی وہ پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ (روزہ افطار کرنے والا) جنت میں داخل ہو جائے گا (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۷۴)

روزہ دار کو پانی پلانے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے روزہ دار کو پانی پلایا تو وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم یہ حکم گھر پر ہے، یا سفر میں، یا اس جگہ جہاں پانی نہ ملتا ہو؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ یہ حکم عام ہے اگرچہ فرات (ندی) کے کنارے پر بھی پانی پلادے (مکاشفۃ القلوب)

روزہ افطار کرانے کا ثواب: حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ دار کا روزہ افطار کرائے یا غازی کا سامان مہیا کرادے تو اسے (یعنی روزہ افطار کرانے والے کو) بھی اتنا ہی ثواب ملے گا (یعنی جتنا روزہ دار کو ثواب ملے گا)۔

(نسائی، ابن ماجہ، ص:۱۲۵، شعب الایمان، ج:۳، ص:۴۱۸)

روزہ افطار کرانے والے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ سرکار دو عالم، نبی محترم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے حلال کھانے یا پانی سے روزہ افطار کرایا، فرشتے ماہ رمضان میں اس کے لئے بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام شب قدر میں اس کے لئے استغفار کرتے ہیں، ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اس شخص سے مصافحہ کرتے ہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۶، ص:۲۶۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۱۵)

اے ایمان والو! روزہ افطار کرانا کتنا محبوب عمل ہے کہ روزہ دار کے برابر ثواب بھی پاتا ہے اور غازی اسلام کے جیسا ثواب دیا جاتا ہے اور فرشتے روزہ افطار کرانے والے کے حق میں بخشش کی دعاء کرتے ہیں اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام اس خوش نصیب سے شب قدر میں مصافحہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق

دے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روزہ افطار کرایا جائے کہ روزہ دار کے برابر ثواب حاصل ہو اور فرشتوں کی دعا بھی ملے اور شب قدر میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مصافحہ کی سعادت بھی نصیب ہو جائے۔

کھجور یا پانی سے افطار کرنا سنت ہے: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَکَةٌ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَلْیُفْطِرْ عَلٰی مَاءٍ فَاِنَّهٗ طَهُوْرٌ یعنی جب تم میں کوئی روزہ افطار کرے تو کھجور سے افطار کرے کہ اس میں برکت ہے اور اگر نہ ملے تو پانی سے (افطار کرے) کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۴۹، مشکوۃ)

حضرات! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روزہ افطار کے لئے کھجور یا پانی استعمال فرمایا کرتے تھے اس لئے کھجور یا پانی سے روزہ افطار کرنا سنت ہے۔

روزہ جلدی افطار کرنا سنت ہے: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم، نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہمیشہ میری امت بھلائی کے ساتھ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کریں گے۔ (بخاری، ج:۱، ص:۲۶۳، مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰)

افطار میں تاخیر کرنا منع ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا یَزَالُ الدِّیْنُ ظَاهِرًا مَا عَجَّلَ النَّاسُ الْفِطْرَ لِاَنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی یُؤَخِّرُوْنَ۔ ہمیشہ دین اسلام غالب رہے گا جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے کیوں کہ یہود و نصاریٰ افطار میں تاخیر کرتے ہیں۔ (ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۳، مشکوۃ، ص:۱۷۵)

اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ پسند ہے جو افطار میں جلدی کرتا ہے۔ (ترمذی، ج:۱، ص:۱۵۰)

وقت سے پہلے افطار کرنا عذاب کا سبب ہے

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سو رہا تھا کہ دو شخص آئے اور مجھے ایک پہاڑ پر لے جا رہے تھے راستے میں، میں نے چیخنے اور چلانے کی آوازیں سنی تو میں نے کہا یہ آوازیں کیسی ہیں تو ان دو لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ ایسے لوگوں کی آوازیں ہیں جو جہنمی ہیں۔ پھر میں آگے گیا تو وہاں پر ایک

قوم کو دیکھا جو الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور فرشتے ان کے منہ اور جبڑوں کو پھاڑ رہے ہیں جس سے خون جاری ہے۔
میں نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں تو بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیتے تھے۔

([illegible])

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم روزہ دار کو عطا فرمائے۔ شیطان کب چاہے گا کہ روزہ دار روزہ رکھ کر گناہوں سے پاک و صاف ہو جائے اور اپنے رب تعالیٰ کو راضی کر لے اور جنت کا حقدار بن جائے، اس لئے روزہ افطار کرتے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ وقت سے پہلے افطار کرنا روزہ کو ضائع کر دیتا ہے اور یہ عذاب کا سبب بن سکتا ہے اور روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرنا بھی منع اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ اس لئے جب یقین کامل ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہے اور اب افطار کا وقت ہو گیا ہے تو روزہ افطار کرنا چاہئے۔

سحری کھانا سنت ہے: ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے پیارے حضور، سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سحری تناول فرما رہے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سحری برکت کی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائی ہے۔ اس کو مت چھوڑنا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب کسی کو سحری کھانے کے لئے بلاتے تو ارشاد فرماتے۔ آؤ برکت کا کھانا کھالو۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان شریف میں نبی اعظم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ سحری کھانے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ یہ برکت والا کھانا ہے۔ (نسائی، ج:۱، ص:۲۳۵)

سحری میں برکت ہے: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے، رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھایا کرو کیوں کہ سحری میں برکت ہے۔

(بخاری، ج:۱، ص:۲۵۷، مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰، نسائی، ج:۱، ص:۲۳۳، ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

سحری کھانے والوں پر فرشتے درود بھیجتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی، ابن حبان، ج:۵، ص:۱۹۳)

سحری سے قوت ملتی ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، سحری کھانے میں دن کے روزہ کے لئے قوت ملتی ہے اور (دوپہر

کے وقت تھوڑی دیر آرام) یعنی قیلولہ کرنے سے رات کی عبادت کے لئے قوت حاصل ہوتی ہے۔

(ابن ماجہ، ص:۱۲۱، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۳۰، ابن خزیمہ، بیہقی)

سحری چاہے ایک گھونٹ پانی سے: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سحری کل کی کل برکت ہے اسے نہ چھوڑنا اگرچہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے۔ کیوں کہ سحری کھانے والوں پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود یعنی رحمت بھیجتے ہیں۔

(امام احمد، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۳۰)

تین شخصوں کے کھانے کا حساب نہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تین شخص ہیں جن کے کھانے کا حساب نہیں ہوگا جبکہ حلال کھایا ہو (ایک) روزہ دار اور (دوسرا) سحری کھانے والا اور (تیسرا) وہ مجاہد) یعنی سرحد پر گھوڑا باندھنے والا۔

(طبرانی کبیر، ج:۱۱، ص:۳۸۵)

ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق ''سحری'' ہے

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَصْلُ مَابَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتٰبِ اَكْلَةُ السَّحَرِ ۔ ہمارے اور اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی کے روزوں میں فرق سحری کھانا ہے۔ (مسلم، ج:۱، ص:۳۵۰، ابوداؤد، نسائی، ج:۱، ص:۳۳۵، ترمذی، ابن خزیمہ)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے خاص فضل وکرم سے نوازا اور روزہ رکھنے کی توفیق عطا کی اور افطار کی نعمت سے مالا مال کیا اور افطار کے وقت ہم نے جو دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرمائی اور سحری کی برکت ورحمت سے ہم غلامان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سرفراز فرمایا۔ سحری بھی کھاؤ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کے درود ورحمت کے حقدار بھی بن جاؤ، مگر سحری کھانے میں بھی احتیاط ضروری ہے سحری تاخیر سے کھانا سنت ہے مگر اتنی تاخیر بھی نہ ہو کہ سحری کا وقت ختم ہو جائے اس لئے احتیاط کے طور پر پانچ، دس منٹ پہلے سحری کر لینا چاہئے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان

رمضان المبارک کا ادب و احترام

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ○ (پ۲،ع۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب لوگ میرے منبر کے پاس جمع ہو جاؤ، ہم حاضر ہوئے۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم منبر کے پہلے زینے پر چڑھے کہا آمین، دوسرے زینے پر چڑھے فرمایا آمین۔ تیسرے زینے پر قدم مبارک رکھا فرمایا آمین۔ جب منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا کہ آج ہم نے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی بات سنی ہے جو کبھی نہیں سنی۔ تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس نے رمضان شریف پایا اور اپنی مغفرت نہ کرائی۔ تو میں نے کہا آمین۔ اور جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا وہ شخص دور جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ شخص مجھ پر درود نہ پڑھے تو میں نے کہا آمین اور جب میں نے تیسرے زینے پر قدم رکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی وہ شخص دور ہو جائے (یعنی ہلاک ہو جائے) جس شخص کے ماں، باپ، دونوں یا ایک کو بڑھاپا آئے اور وہ شخص ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ جائے تو میں نے کہا آمین۔ (حاکم، الترغیب والترہیب، ج۲، ص۹۲)

اے ایمان والو! وہ شخص کتنا بدنصیب ہے جس کے حق میں رسولوں کے سردار، ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل علیہ السلام دعاء ہلاکت و بربادی فرمارہے ہیں۔ لہٰذا! رمضان شریف کی قدر و منزلت کر کے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی سے بچنا چاہئے اور جب اور جہاں بھی ذکر حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوتا ہو تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں کثرت سے درود و سلام پیش کرنا چاہئے تاکہ ہلاکت و بربادی سے محفوظ رہیں اور برکت و سلامتی سے مالا مال ہوں اور ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ہمیں ان کی خوب خدمت کر کے ان کی دعائیں حاصل کر کے ہلاکت و بربادی سے بچ کر کے جنت کا حقدار ہو جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ توفیق محبت و خدمت دے۔

ماہ رمضان کے ادب کا صلہ جنت ہے: ایک شخص بڑا بدکار اور گنہگار تھا۔ پورے سال بھر بدعملی اور گناہ کے کاموں میں مشغول رہتا تھا لیکن جب رمضان شریف کا برکت و رحمت والا مہینہ آتا تو خوب پاک و صاف کپڑے پہن کر پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا۔ اس شخص سے پوچھا گیا کہ تو صرف رمضان شریف میں نمازیں پڑھتا ہے اور پاک و صاف نظر آتا ہے۔ اچھے کام کرتا ہے، ایسا کیوں کرتا ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ یہ مہینہ خیر و برکت اور توبہ و مغفرت کا ہے۔ اس امید پر کہ شاید اللہ تعالیٰ مجھے رمضان شریف کے ادب و احترام اور اس ماہ میں اچھے عمل کے سبب بخش دے۔ جب اس شخص کا انتقال ہو گیا تو کسی نے خواب میں اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو اس شخص نے جواب دیا، میرے اللہ تعالیٰ نے مجھے رمضان شریف کے ادب و تعظیم کرنے کے سبب بخش دیا۔ (درۃ الناصحین)

رمضان شریف کے ادب سے ایمان ملا پھر جنت

شہر بخارہ میں ایک مجوسی رہا کرتا تھا۔ ایک دن رمضان شریف میں مجوسی اپنے بیٹے کے ساتھ بازار گیا اس مجوسی کے بیٹے نے بازار سے کوئی چیز کھانے کی خریدی اور کھانے لگا، مجوسی باپ کو یہ دیکھ کر کہ میرا بیٹا رمضان شریف میں سربازار مسلمانوں کے سامنے کچھ کھا رہا ہے۔ بیٹے کو ایک طمانچہ مارا اور ڈانٹنے لگا کہ شرم کرو اس لئے کہ رمضان کا مہینہ ہے اور مسلمانوں کا روزہ ہے۔ بیٹے نے جواب دیا ابا! آپ بھی تو رمضان میں کھاتے، پیتے ہیں تو مجوسی باپ نے کہا بیٹا! میں کھاتا ہوں مگر گھر کے اندر، مسلمانوں کے سامنے نہیں کھاتا اس ماہ مبارک کی بے ادبی نہیں کرتا ہوں۔ جب وہ مجوسی شخص وفات پا گیا تو کسی اللہ والے نے عالم خواب میں دیکھا کہ وہ شخص بڑے مزے سے جنت

میں گھوم رہا ہے۔ حیرت سے پوچھا کہ تو تو مجوسی تھا جنت میں کیسے آگیا، کہنے لگا کہ میں تو حقیقت میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے ادب و تعظیم کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت سے نوازا اور اب جنت میں اعلیٰ مقام پر ہوں۔ (درۃ الناصحین)

اے ایمان والو! رمضان شریف عظمت و برکت والا مہینہ ہے۔ سال بھر کا گنہگار اگر رمضان شریف میں پاک وصاف ہو کر توبہ استغفار کر کے روزہ رکھ لے اور نماز کو پابندی کے ساتھ پڑھے تو اس شخص کا ٹھکانہ جنت ہے اور اگر مجوسی کافر شخص بھی رمضان کا ادب و احترام کرتا ہے تو ایمان کی دولت لازوال پاتا ہے اور مرنے کے بعد جنت اس کا مقام ہوتا ہے۔

الحمد للہ کروڑوں بار الحمد للہ ہم تو مومن مسلمان اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں۔ اگر ہم رمضان شریف کا ادب و تعظیم کریں، روزہ رکھیں، نمازیں پڑھیں اور پورے مومن اور مکمل مسلمان بن جائیں تو اللہ تعالیٰ ہم کو کتنے انعام و اکرام کی دولت و نعمت عطا فرمائے گا اور بے شک ہمارے لئے بھی جنت کو ٹھکانہ اور مکان بنائے گا۔

شریعت میں عقل کا دخل محرومی ہے

روزہ ایک عظیم عبادت ہے جس کے ادا کرنے میں بلاشبہ بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ مسائل کی ناواقفی یا اپنی عقل کی مداخلت سے اس کو برباد کر لینا بڑی ہی محرومی اور بدنصیبی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ روزہ رکھنے والے لوگ علماء اور اماموں سے مسئلہ معلوم کرتے رہا کریں تا کہ روزے میں کوئی خرابی نہ ہونے پائے۔

چند ارشادات ملاحظہ فرمائیے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ نَسِیَ وَهُوَ صَائِمٌ فَاَكَلَ اَوْشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهٗ فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (ابن ماجہ، ص: ۱۲۰، مشکوٰۃ شریف)

یعنی جو شخص روزہ کی حالت میں بھول گیا اور اس نے کھا، پی لیا تو وہ شخص اپنا روزہ پورا کرلے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کھلایا اور پلایا ہے۔

اے ایمان والو! بھول کر کھانے، پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے جماع کر لیا اور اس کو روزہ بالکل یاد نہیں تھا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (بہار شریعت، ج ۵)

نسیان: یعنی بھول جانا کہ کسی کو بالکل یاد ہی نہ رہا کہ اس کا روزہ ہے۔ جیسے کوئی سو کر اٹھا، پیاس لگی، پانی پی لیا یا بھوک لگی، کھانا کھالیا، یقیناً ایسا ہو سکتا ہے تو اس صورت میں میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے

مطابق روزہ نہیں ٹوٹتا، نہ قضا، نہ کفارہ، شام کو وقت پر افطار کرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے کہ اس نے اپنے کرم سے تمہیں بھلا کر کھلایا اور پلایا بھی اور روزہ بھی قبول فرمالیا۔ کھانے، پینے کی مقدار مقرر نہیں چاہے کم کھایا، خوب پیٹ بھر کھالیا۔ خوب پانی پیا، چائے وغیرہ پی لی ایک ہی حکم ہے۔ (بہار شریعت، ح۵)

خطاء: یعنی غلطی، کہ روزہ تو یاد ہے لیکن غلطی سے روزہ توڑنے والا کوئی کام کرلیا، جیسے کلی کر رہا تھا کہ حلق میں پانی چلا گیا تو اس خطا یعنی غلطی سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قضا کرنا پڑے گا کفارہ لازم ہوگا۔ (بہار شریعت، ح۵)

عمد: یعنی قصداً جان بوجھ کر روزہ توڑنے والا کوئی کام کرنا جیسے، بہت بھوک اور پیاس لگی جان کر کھالیا اور پی لیا، جان کر بیوی سے صحبت کرلی تو قصداً روزے کو توڑ دینا، روزے کی سخت بے حرمتی ہے۔ لہٰذا روزہ قضا بھی کرنا ہوگا اور کفارہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ اور توبہ بھی کرنا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اس گناہ کی سزا کو معاف فرمادے۔ ایک روزہ توڑنے کا کفارہ ساٹھ روزے مسلسل رکھنا ہے کہ درمیان میں کسی دن کا روزہ نہ چھوٹنے پائے۔ [illegible] اگر کوئی شخص بڑھاپے، بیماری وغیرہ کی وجہ سے ساٹھ روزے نہ رکھ سکے تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلائے اگر عورت پر کفارہ لازم ہے اور وہ ساٹھ روزے رکھ رہی ہے تو حیض کی وجہ سے جن دنوں کا ناغہ ہوگا اس میں حرج نہیں۔ (بہار شریعت، ح۵)

ایک حدیث شریف کفارے سے متعلق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (صحابہ) اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار میں موجود تھے کہ ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں ہلاک ہوگیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہوا۔ وہ شخص کہنے لگا میں نے روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کیا تیرے پاس غلام ہے جسے آزاد کردے اس نے عرض کیا، نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو دو مہینے کے متواتر روزے رکھ سکتا ہے، عرض کرنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کیا تو ساٹھ غریبوں کو کھانا کھلا سکتا ہے، کہنے لگا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اچھا بیٹھ جاؤ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ٹھہرے رہے ہم سب (صحابہ) اسی طرح (بیٹھے) تھے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا گیا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ وہ سوال

کرنے والا کہاں ہے اس نے عرض کیا، میں حاضر ہوں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ لے لو اور صدقہ کردو تو اس شخص نے عرض کیا کہ کیا میں یا اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں۔ خدا کی قسم مدینہ کے دونوں گوشوں، اس کا مطلب تھا دونوں حصوں کے درمیان (یعنی پورے مدینہ شریف میں) سب زیادہ محتاج میرے ہی گھر والے ہیں۔

فَضَحِکَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ. حَتّٰی بَدَتْ اَنْیَابُہٗ ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْہُ اَھْلَکَ ○

(بخاری، ج:۱، ص:۱۵۹، مسلم، ج:۱، ص:۳۵۳)

پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے مبارک دانت چمکنے لگے، پھر فرمایا اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔ (کفارہ ادا ہو جائے گا)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے کسی کے لئے ایک چیز حرام فرمادیں اور دوسرے کے لئے وہی چیز حلال فرمادیں یہ شان صرف ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے خاص ہے۔ سنو اور اپنے ایمان کو تازہ کرو کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو خود کے کفارے کی کھجوروں کو کھانے کی اجازت دیدی، حالانکہ مسئلہ یہی ہے کہ کوئی شخص اپنی زکوۃ و کفارہ کی چیزوں کو یا واجب صدقہ اپنے استعمال میں نہیں لاسکتا لیکن اس شخص کو خود کے کفارہ کی کھجور کھانے کے لئے حلال فرمایا اور بتادیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محتاج نہیں بلکہ مختار بنایا ہے اور جس کے لئے جو حکم چاہوں صادر فرمادوں اور میری ہی اداؤں اور مرضی کا نام شریعت ہے اور اس شخص کے لئے کفارہ، روزہ توڑنے کی سزا کو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا سے رحمت و نعمت بنادیا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

درود شریف:

آداب روزہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بے ہودہ اور بری بات کہنے سے باز نہ آئے اور بری باتوں پر عمل کرنا ترک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس شخص کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

(بخاری، ج:۱، ص:۲۵۵، ابوداؤد، ج:۱، ص:۳۲۳، ترمذی، نسائی)

رات بھر کا جاگنا بے کار گیا: ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں جنہوں نے بھوکا رہنے کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں، جنہوں نے رات جاگنے کے سوا کچھ بھی نہ پایا۔ (ابن ماجہ، ص:۱۲۱)

تین قسم کے لوگوں کا روزہ: ایک قسم عام لوگوں کے روزہ کی ہے جو پیٹ کو کھانے، پینے اور شرم گاہ کو جماع یعنی بیوی سے صحبت کرنے سے روکے رکھتے ہیں۔ دوسری قسم، خاص بندوں کا روزہ، جو ان کے علاوہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور تمام اعضا کو گناہوں سے باز رکھتے ہیں۔ تیسری قسم، خاص نیک بندوں کا روزہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں اور سب سے جدا ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ رہتے ہیں۔ (بہار شریعت، ج:۵، ص ۹۸)

اے ایمان والو! حدیث مبارکہ یعنی ہمارے آقا رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا مطلب ومقصود صاف، صاف ظاہر ہے کہ بہت سے مسلمان روزہ رکھتے ہیں اور ان کا فرض ادا بھی ہو جاتا ہے کہ بظاہر وہ روزہ توڑنے والا کوئی کام نہیں کرتے، لیکن جو تقویٰ اور بلند درجہ روزے سے نصیب ہونا چاہئے اور تراویح ادا کرنے سے جو فرحت وخوشی ملنا چاہئے، اس سے وہ محروم رہتے ہیں کیونکہ وہ روزے کی حالت میں بھی اپنی بے ہودہ عادت کے مطابق، جھوٹ، مکر، بہتان اور غیبت وغیرہ برے کاموں سے باز نہیں آتے، وہ تجارت کرتے ہیں تو دھوکہ دینے سے باز نہیں آتے، ملازمت کرتے ہیں، تو سستی سے باز نہیں آتے، لوگوں پر ظلم کرنے دوسروں کا حق مارنے، رشوت لینے سود سے پیسہ کمانے کی ناجائز وحرام حرکتوں کو نہیں چھوڑتے۔ رمضان کے ایک مہینہ کا روزہ تو مسلمان کو بہت بلند کر سکتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ روزہ مسلمان کی مادی اور روحانی بلندی کا ذریعہ ہے لیکن افسوس کہ ہم اس کو ایک رسم سمجھ کر اختیار کرتے ہیں وہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار نہیں کرتے جس سے روزہ کا پورا فائدہ نصیب ہو، یاد رکھئے اللہ تعالیٰ نے ہماری فلاح وکامیابی کے لئے ہمیں روزہ جیسی عبادت عطا کی ہے۔

روزہ میں دو دشواریاں تھیں: روزے ماہ شعبان ۲ھ میں پیر کے دن فرض ہوئے، شروع میں روزہ کی عبادت کچھ زیادہ سخت تھی کہ دن کی طرح رات کو بھی مرد وعورت کا ملنا، صحبت کرنا حرام تھا اس طرح پورے مہینہ روزہ رکھنا پڑتا تھا، کھانے، پینے کا وقت بھی بہت کم تھا کہ افطار سے عشاء کی نماز تک کھا پی سکتے تھے، عشاء کے بعد سونے کے ساتھ ہی روزہ شروع ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور ان دونوں دشواریوں کو ختم کر دیا۔

حدیث شریف: مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان کی ایک رات میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کر لیا آپ نے غسل کیا اور احساس گناہ سے رونے اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے۔ پھر آپ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم

میں آپ کے اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں معذرت پیش کرتا ہوں، آج مجھ سے بڑی غلطی ہوئی، میں اپنی بیوی کے پاس پہونچا تو ایک ایسی خوشبو محسوس ہوئی کہ میں اپنے نفس کے فریب میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بیوی سے صحبت کر لیا، تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہیں ایسا نہ کرنا چاہئے تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال سن کر کچھ دوسرے صحابہ بھی کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی ایسی غلطی کا اعتراف کیا۔ (روح البیان)

چند صحابہ کی غلطی پوری امت کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا ذریعہ بن گئی

وحی نازل ہوئی اور ہمیشہ کے لئے روزے کی ایک سختی ختم ہو گئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ (پ۲، ع۷)

ترجمہ: روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہوا، وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کے لباس۔ (کنز الایمان)

دوسری دشواری بھی ختم: حضرت صرمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر محنت ومزدوری کیا کرتے تھے ایک رات افطار کے بعد بیوی سے کھانا مانگا وہ کھانا پکانے میں مصروف تھیں یہ تھکے ہارے کھانے کا انتظار کرتے، کرتے سو گئے، بیوی نے بیدار کیا اور کھانا پیش کیا تو فرمایا اب تو روزہ شروع ہو چکا ہے، یہ کھانا میں کیسے کھا سکتا ہوں، ایسی حالت میں دوسرا روزہ رکھ لیا۔ صبح ہوئی تو محنت ومزدوری کے لئے چلے گئے۔ دوپہر تک تو کام کرتے رہے اور کمزوری بڑھتی گئی اور آخر کار بے ہوش ہو کر گر پڑے، حضرت صرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس حالت پر اللہ تعالیٰ کو رحم آیا اور ان کے صدقہ میں امت سے روزے کی یہ دوسری سختی بھی ختم ہو گئی۔ وحی نازل ہوئی، سونے نہ سونے کی پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ کھانے، پینے کا وقت بڑھا کر صبح صادق تک کر دیا گیا۔ (خزائن العرفان)

لہٰذا! اب دوسری عبادتوں کی طرح روزہ مکمل ہے چودہ سو برس سے اسی طرح ہے اور قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ تقویٰ کے ساتھ روزوں کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین۔

روزہ سے اللہ تعالیٰ ملتا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ (بخاری، ج:۱،ص:۲۵۴، مسلم، ج:۱،ص:۳۶۳)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود دوں گا۔

اور! کچھ محدثین کرام نے اس حدیث قدسی کو اس طرح بھی پڑھا ہے۔ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِهٖ یعنی روزہ میرے لئے ہے اور روزہ کی جزا میں خود ہوں (تفسیر نعیمی)

اے ایمان والو! روزہ وہ عبادت ہے کہ روزہ دار بندہ اپنے خالق و مالک اللہ تعالیٰ کو پالیتا ہے گویا نماز، حج، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ تمام نیک اعمال سے جنت ملتی ہے مگر روزہ وہ عبادت ہے جس سے جنت کا خالق و مالک خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

نورانی واقعہ: حضرت محمود غزنوی بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ ایک بازار لگائی اور اس میں دنیا کے ہر قسم کے ساز وسامان رکھ دیئے گئے جس میں ہیرے، جواہرات، سونا، چاندی اچھی سواریاں سب موجود تھیں اور ارکان دولت کو حکم ہوا کہ جس کی مرضی میں جو آئے اسے وہ لے لے۔ جس چیز پر جو شخص ہاتھ رکھ دے گا وہ چیز اس کی ہو جائیگی۔ جس کو جیسا پسند آیا اس نے اسی چیز پر ہاتھ رکھ دیا۔ کسی کو گھوڑا پسند تھا اس نے گھوڑا لیا، کسی کو ہیرے جواہرات پسند تھے اس نے وہ لیے، کسی کو سونا چاندی پسند تھا اس نے سونا چاندی پر ہاتھ رکھا۔

مگر حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بادشاہ کے خاص وزیر تھے۔ انہوں نے ہیرے، جواہرات بھی دیکھے، اونٹ، گھوڑے بھی دیکھے۔ سونا چاندی پر بھی نظر کیا مگر آگے بڑھتے گئے سب سے دامن بچایا اور بادشاہ کے قریب پہونچ کر بادشاہ کی پشت پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ بادشاہ نے پوچھا ایاز (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)۔ کیا بات ہے تم نے بازار کی کسی چیز کو پسند نہیں کیا۔ حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی جس شخص کو جو چاہئے تھا اس نے اس پر ہاتھ رکھ دیا اور مجھے بادشاہ چاہئے تھا اس لئے میں نے بادشاہ پر ہاتھ رکھ دیا ہے تا کہ مجھے بادشاہ سلامت مل جائیں اور جب بادشاہ سلامت میرے ہو جائیں گے تو ہیرے، جواہرات، اونٹ، گھوڑے، سونا، چاندی حتیٰ کہ بازار کی ساری دولت میری ہو جائیگی۔ اس لئے میں نے بازار کے مالک پر اپنا ہاتھ رکھ دیا ہے۔

اے غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اچھی طرح جان لو کہ روزہ وہ نیک عمل ہے جس کے ذریعہ روزہ دار مومن بندہ کو خود اللہ تعالیٰ مل جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملے تو سب کچھ ملا

حدیث شریف: صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک مرتبہ وضو کرایا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خوش ہو کر فرمایا۔
سَلْ رَبِیْعَۃُ۔ اے ربیعہ! مانگ کیا چاہتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کیا شان ہے ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی۔ فرماتے ہیں جو چاہو مانگو میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے تم کو عطا کر دوں گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ساری نعمت و دولت کے خزانوں کا مالک بنایا ہے۔

خالق کل نے آپ کو مالک کل بنا دیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

اور حضرت ربیعہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمان اختیار سن کر یہ نہیں کہا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں آپ سے کیا مانگوں آپ کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں۔ آپ تو محتاج ہیں معاذ اللہ تعالیٰ مجھے مانگنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ سے مانگ لوں گا۔

یہی وہ مقام ہے جہاں مومن اور منافق میں فرق ہو جاتا ہے۔ منافق، بے ایمان یہی کہتے اور لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس تو کچھ ہے ہی نہیں وہ تو محتاج و مجبور ہیں۔ ان سے مانگنا بدعت و شرک ہے جیسا کہ وہابیوں کے پیشوا مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی گمراہ کن کتاب تقویۃ الایمان، ص ۸۹، میں لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عقیدہ اور ان کے ماننے والے! ایمان والے ہم سنی مسلمانوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تمام نعمت و دولت کا مالک بنایا ہے جبھی تو حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے بعد عرض کرتے ہیں۔ اَسْئَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّۃِ
یعنی اے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے جنت میں آپ کی رفاقت چاہئے یعنی میں اسی جنت میں رہوں جس جنت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رہیں گے۔

ہمارے حضور نور علی نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابی حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ جنت جو میرے لئے اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے وہ تمام جنتوں سے اعلیٰ ہے۔ اسے میں کیسے دے سکتا ہوں اس

جنت کے دینے کا مجھے اختیار حاصل نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے آقا احمد مختار مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اَوْ غَیْـرَ ذٰلِکَ ؟ یعنی اے ربیعہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم نے جو مانگا ہے وہ جنت تو تم کو میں نے دیا اس کے علاوہ جو چاہو مجھ سے مانگ لو؟ گویا حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کر رہے تھے۔

تجھ سے تجھی کو مانگ لوں تو سب کچھ مل جائے
سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، بس صرف یہی چاہئے (یعنی اے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جنت الفردوس میں آپ کے ساتھ رہنا نصیب ہو جائے۔ اور اس سے بڑی کوئی دولت ہی نہیں ہے، جس کو میں مانگوں۔

تجھ سے تجھی کو مانگ کر مانگ لی ساری کائنات
مجھ سا کوئی گدا نہیں تجھ سا کوئی سخی نہیں

اور جب حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک جنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت مانگ کر اور پھر اپنے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے جنت ملنے کی بشارت سن کر مزید کسی حاجت سے انکار کر کے گویا یہ اعلان کر رہے تھے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِکَ بِکَثْرَةِ السُّجُوْدِ یعنی اے ربیعہ! جنت تو تم کو مل گئی اس کے شکریہ میں تم خوب سجدہ کیا کرو اور کثرت سے نماز نفل پڑھا کرو؟

(مشکوٰۃ شریف، مسلم، ج:۱، ص:۱۹۳، ابوداؤد، ج:۱، ص:۱۸۷)

اے ایمان والو! یہ مہینہ تو گھر گھر رحمت بانٹتا اور برکتیں تقسیم کرتا آیا ہے اب کوئی رمضان کی عظمت ہی کا احساس نہ کرے تو اس مہینہ کا کیا قصور ہے، جس طرح انسان کو جسم کا میل صاف کرنے کے لئے غسل کرنا پڑتا ہے، اپنے کپڑوں کو صاف کرنے کے لئے انہیں دھونا پڑتا ہے اسی طرح اس ماہ مبارک کی برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھنا، تراویح پڑھنا، تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔ جو اتنی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکے اسے رمضان کی رحمتوں سے امید رکھنے کا کیا حق پہونچتا ہے۔

اے غوث و خواجہ و رضا کے غلامو! ایک طرف تو رمضان کی برکتوں کا بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے

ہے۔ دوسری طرف ہمارے دن رات تکلیفوں اور مصیبتوں سے بھرے نظر آرہے ہیں۔ مدتوں سے کان ترس گئے کہ دنیا کے کسی گوشے سے تو امن وسکون کی خبر سنائی دے۔ لیکن مایوسی ہی مایوسی ہے کون سی قوم ہے جس کو پرسکون زندگی میسر ہے، کون سا ملک ہے جہاں انسانوں کی عزت وآبرو محفوظ ہے۔ آخر کہاں جائیں اور کیا کریں کہ پرسکون زندگی میسر آئے، تو میں دعوت دیتا ہوں دنیا کے انسانوں کو اور خاص طور پر مسلمانوں کو، کہ مادی سہاروں کو چھوڑ کر اسلام کا سہارا لے لو، یہ تمہیں اسی طرح پرسکون زندگی مہیا کردے گا جس طرح چودہ سو برس پہلے تباہ حال انسانوں کو نواز چکا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ کے سچے بندے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سچے غلام بن کر دیکھو؟ تو تمہیں نظر آئے گا کہ رمضان کا برکتوں بھرا بادل ہم پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ یہی موقعہ ہے اسلام کا پٹا گردن میں ڈال لینے کا اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دامن پکڑ لینے کا، گناہوں سے توبہ کرنے کا، تراویح اس طرح پڑھو کہ قرآن کریم کے ایک ایک لفظ پر آنکھوں سے آنسوں چھلکیں۔ سحری ایسے کھاؤ کہ ہر نوالے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جھولیاں بھری محسوس ہوں۔ یقین کیجئے اگر ہم نے اس حال میں ایک مہینہ رمضان شریف کا گزار لیا تو اس کی برکتیں ہمیں ایسی نصیب ہوں گی کہ پھر کوئی تڑپ اور کوئی اضطراب باقی نہ رہے گا۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ٩ ﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ..................................... پہلا بیان

غزوۂ بدر کا بیان

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ج (پ۴، ع۴)

ترجمہ: اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی، جب تم بالکل بے سروسامان تھے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تیرے قدموں پہ سر ہو، اور تارِ زندگی ٹوٹے
یہی انجام الفت ہے یہی مرنے کا حاصل ہے

عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں
سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردان عرب

اے ایمان والو! رمضان شریف کی سترہ تاریخ اور دن، اسلام کی تاریخ کا افضل ترین دن اور تاریخ ہے۔ اس تاریخ میں جو واقعہ پیش آیا اس کی اہمیت وافادیت کا تقاضہ ہے کہ ہر سال اس ماہ مبارک میں اس کو ضرور بیان کیا جائے اور سنا جائے یعنی غزوۂ بدر، جو روزے کی فرضیت کے بعد اسی سال رمضان شریف کی سترہ تاریخ ۲ھ جمعہ کے دن پیش آیا۔

بدر ایک کنواں کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً اسی میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ کنواں بہت مشہور تھا۔ اس لئے اس کے آس پاس کی آبادی، دیہات کو بھی بدر کہا جاتا ہے یہ دیہات (یعنی گاؤں) اب بھی موجود ہے اور

وہ میدان بھی ہے جہاں غزوۂ بدر ہوا تھا۔ خوش عقیدہ مسلمان مکہ شریف سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے یا مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے بدر میں بھی حاضر ہوتے ہیں کہ یہ باعث ثواب ہے اور اس امت پر ان شہدائے بدر کا عظیم احسان ہے جنہوں اسلام کی حفاظت و بقا کے لئے اپنی جانیں قربان کیں اللہ تعالیٰ توفیق دے تو آپ حضرات بھی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی حاضری کے ساتھ بدر میں بھی حاضری دیں۔

اللہ تعالیٰ کی مدد: اے ایمان والو! خطبہ کے بعد میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کا ذکر فرمایا ہے گویا قرآن شریف یہ بتانا چاہتا ہے کہ کسی بھی میدان میں فتح وکامیابی کا ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ مسلمانوں کی اپنی ظاہری اور مادی طاقت وقوت نہیں ہے۔ دیکھئے میدان بدر میں، مسلمان اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابل کھڑے تھے تو بڑے کمزور تھے، ہر ظاہری اعتبار سے کمزور تھے۔ تعداد میں صرف تین سو تیرہ تھے اور دشمن کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ مسلمانوں کے پاس سواری کے لئے صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے، چھ زرہ، آٹھ تلواریں تھیں جبکہ دشمن کے پاس سو گھوڑے، سات سو اونٹ بکثرت زرہ اور دوسرے ہتھیار موجود تھے اور کھانے کا معقول انتظام تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کمزور مسلمانوں پر کرم فرمایا اور ان کی مدد کی تاکہ قیامت تک مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ کامیابی وکامرانی اللہ تعالیٰ کی مدد سے نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کس طرح ہوئی

قرآن کریم بیان فرماتا ہے۔

وَاِذْ یُرِیْکُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَیْتُمْ فِیْٓ اَعْیُنِکُمْ قَلِیْلًا وَّیُقَلِّلُکُمْ فِیْٓ اَعْیُنِهِمْ (پ۱۰،ع۲)

ترجمہ: اور جب لڑتے وقت تمہیں کافر تھوڑے کر کے دکھائے اور تمہیں ان کی نگاہوں میں تھوڑا کیا۔ (کنزالایمان)

پہلی مدد: اس طرح ہوئی کہ مسلمانوں کو کافروں کی تعداد میدان جنگ میں کم نظر آنے لگی۔ تاکہ مسلمان دشمن کی کثرت دیکھ کر گھبرائیں نہیں اور قرآن مقدس فرماتا ہے۔ یَرَوْنَهُمْ مِّثْلَیْهِمْ رَاْیَ الْعَیْنِ ؕ (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: انہیں آنکھوں دیکھا اپنے سے دونا سمجھیں۔ (کنزالایمان)

دوسری مدد: اس طرح ہوئی کہ جنگ کے دوران کافروں کو مسلمانوں کی تعداد دوگنی نظر آتی تھی جس کی وجہ سے کافروں پر مسلمانوں کا ڈر اور خوف طاری ہو گیا تھا اور کافروں کی ہمت پست ہوگئی۔

اور پھر قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے۔ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّىْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ۝۔ (پ۹، ع۱۵)

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے۔ تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ (کنزالایمان)

تیسری مدد: اللہ تعالیٰ نے میدان بدر میں مسلمانوں کی تیسری مدد اس طرح کی کہ ایک ہزار فرشتوں کا لشکر مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا گیا۔

جنگ بدر میں صحابہ کرام کی جانثاری

کفار و مشرکین کا ایک ہزار لشکر جرار سیلاب کی طرح بڑھتا چلا آرہا تھا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس نازک وقت میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو جمع کرکے جہاد فی سبیل اللہ کا اعلان فرمایا تو صرف تین سو تیرہ نہتے اور بے سروسامان مجاہدین اسلام نے جس جذبۂ شہادت اور خلوص و وفا کے ساتھ اس حق و باطل کی جنگ میں اللہ تعالیٰ اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی کی خاطر لڑے ہیں۔ یقیناً آفتاب و ماہتاب نے روئے زمین پر ایسی جاں بازی و سر فروشی کا منظر نہ دیکھا ہوگا۔ جس بے سروسامانی کے عالم میں غزوۂ بدر کی تیاری ہوئی۔ تو ہمارے حضور، سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے جنگ کے سلسلے میں مشورہ کیا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم جس طرح آپ حکم دیں ہم تیار ہیں۔ ہم اپنی جانیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردیں گے۔ ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب لڑے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ جذبہ دیکھا تو خوش ہوکر ان کے حق میں دعا فرمائی۔ میدان بدر میں جب حق و باطل کا معرکہ شروع ہوا تو مسلمانوں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم پر جانثاری، بہادری کے وہ جوہر دکھائے جو میدان بدر کی زمین کبھی بھی بھول نہ پائے گی۔

فضائے بدر کو اک آپ بیتی یاد ہے اب تک
یہ وادی نعرۂ توحید سے آباد ہے اب تک

مہ و انجم پہ اس مٹی کے ذرے مسکراتے ہیں
زبان حال سے ماضی کے افسانے سناتے ہیں

انصار ومہاجرین! تمام صحابہ کرام نے اسلام پر فدا ہونے اور اللہ تعالی اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے لئے جان کی قربانی کا وعدہ کیا۔ گویا غلامان مصطفےٰ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کہہ رہے تھے۔

نبی کا حکم ہو تو کود جائیں ہم سمندر میں
جہاں کو غرق کردیں نعرۂ اللہ اکبر میں

ہمارا مرنا، جینا آپ کے احکام پر ہوگا
کسی میدان میں ہو خاتمہ اسلام پر ہوگا

درود شریف:

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم میدان بدر میں

جنگ کی رات سب سوتے رہے لیکن کائنات کے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اللہ تعالی سے اسلام کے ان سپاہیوں کے لئے فتح وکامرانی کی دعاء کرتے رہے، صبح ہوئی تو مسلمانوں کی صفوں کو درست کیا۔ جنگ کی تیاریاں مکمل ہوئیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالی کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور عرض کی۔ اے اللہ تعالی اب تیری اس مدد کا وقت آگیا ہے، جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ الْيَوْمَ لَا تُعْبَدْ۔ (بخاری، مسلم شریف، ج:۲، ص:۹۳، مشکوۃ المصابیح، ص:۵۳۶)

یعنی اے اللہ تعالی اگر مسلمانوں کی اس چھوٹی سی جماعت کو تو نے ہلاک ہوجانے دیا تو پھر تیری بھی عبادت نہ کی جائے گی (یعنی پھر کوئی تیری عبادت کرنے والا نہ رہے گا)

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی دعا قبول ہوئی اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے رب تعالی کے حکم سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا گھبراؤ نہیں آگے بڑھو۔ اللہ تعالی کے حکم سے فرشتوں کا لشکر تمہاری مدد کے لئے آرہا ہے۔ اور اللہ تعالی کا وعدہ پورا ہوا۔ جب جنگ پورے زور پر آئی تو ان فرشتوں نے اپنا کام پورا کیا کہ تلوار لگنے سے پہلے سر کٹتے نظر آرہے تھے کچھ کافروں کے منہ اور ناک پر کوڑوں کے نشان نظر آرہے تھے اور یہی فرشتوں کو خدا کا حکم تھا۔

غور کیجئے! کیسی زبردست مدد ہے۔ اللہ تعالی کی طرف سے، کہ دشمن پر مار پڑ رہی ہے اور مارنے والا نظر نہیں آتا، اسی طرح وہ قوت وقدرت والا اپنے مومن بندوں کی مدد کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ (پ۳،ع۱۰)

ترجمہ: اور اللہ اپنی مدد سے زور دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت جبرئیل علیہ السلام کی آواز: جنگ بدر میں ایک آواز آرہی تھی اَقْـدِمْ حَیْـزُوْمْ. اَقْـدِمْ حَیْزُوْمْ۔ (مسلم،ج:۲،ص:۹۳،مشکوٰۃ المصابیح،ص:۵۳۱)

حیزوم آگے بڑھو۔ حیزوم آگے بڑھو۔ صحابہ کہتے ہیں ہم حیران تھے کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے۔ نبی دوعالم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حیزوم حضرت جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے۔ وہ اپنے گھوڑے کو کہہ رہے ہیں کہ آگے بڑھو۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم کتنے مرتبہ کسی کافر کو قتل کرنا چاہتے تو وہ پہلے ہی قتل ہو جاتا۔ ہم سمجھ جاتے کہ یہ اللہ تعالی کی مدد ہے۔

کفر و اسلام: حق و باطل کی اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ ہے جس میں مسلمان بے سروسامان اور لشکر کے مجاہدین کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی۔ مگر اللہ تعالی نے اس قلیل جماعت کو تین گنا زیادہ کافروں کے لشکر پر شاندار فتح عطا فرمائی۔

اللہ تعالی کا اعلان: كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةًۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ (پ۲،ع۱۷)

ترجمہ: بارہا کم جماعت غالب آئی ہے زیادہ گروہ پر اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

ابوجہل کا انجام: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں میدان بدر میں کھڑا تھا کہ انصار کے دو چھوٹے کم عمر لڑکے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے پوچھنے لگے چچا جان! ابوجہل کون ہے؟ اور وہ کہاں ہے؟ یہ دونوں بچے معاذ بن عمرو اور معوذ بن عفراء تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان دونوں بچوں سے کہا کہ تم دونوں ابوجہل کا پتہ کیوں پوچھتے ہو؟ تو ان دونوں بچوں نے جواب دیا کہ میں نے سنا ہے کہ ابوجہل لعین، بدبخت ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ گویا وہ بچے کہہ رہے تھے۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری کو
سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کو ابوجہل لعین، گالیاں دیتا ہے اس لئے ہم نے فیصلہ کرلیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ اس کو قتل کر کے ہی دم لیں گے۔ یا اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے نام پر اپنی جانیں قربان دیں گے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان بچوں سے کہا کہ ابوجہل کوئی معمولی آدمی نہیں ہے وہ کافروں کے لشکر کا سردار ہے اس کو قتل کرنا آسان نہیں ہے اس کے اردگرد فوج کا دستہ حفاظت کر رہا ہے اس لئے۔ حفاظت کر رہا ہے گرد اس کے فوج کا دستہ

بچے بولے۔ چچا جان! یہ دستہ کب تلک روکے گا عزرائیل کا رستہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ بچو! وہ ہے ابوجہل جو لشکر کے بیچ گھوڑے پر سوار ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں میں نے انگلی کا اشارہ کیا، میری نگاہ وہاں پہونچی تو میں نے دیکھا کہ وہ دونوں بچے ابوجہل کے گھوڑے کے پاس موجود تھے۔ بچے چھوٹے تھے اس لئے ان کا ہاتھ ابوجہل تک پہونچنا مشکل تھا اس لئے بچوں نے سب سے پہلے اپنی تلواروں کا وار گھوڑے کی ٹانگ پر کیا اور گھوڑا اچھلتا ہوا زمین پر گرا اور ابوجہل گھوڑے سے زمین پر آیا، دونوں بچوں نے بڑی تیزی سے اپنی ننھی منھی تلواروں سے ابوجہل کے سر پر حملہ کر دیا جس سے ابوجہل خاک و خون میں تڑپنے لگا اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ (پ۲، ع۳)

اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ابوجہل کا لڑکا عکرمہ نے وار کیا جس سے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ہاتھ کٹ کر لٹکنے لگا جس سے جنگ کرنے میں دشواری ہو رہی تھی تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار دوسری ہاتھ میں لے لی اور جنگ کرتے رہے۔ اللہ، اللہ کیا جذبہ تھا، لٹکتا ہوا بازو رکاوٹ بن رہا تھا، پاؤں کے نیچے رکھا اور توڑ کر پھینک دیا۔ اس ننھے مجاہد کی اس ادا کو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت معاذ اپنا کٹا ہوا بازو لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا لعاب دہن اس پر لگا دیا تو کٹا ہوا بازو کندھے کے ساتھ پھر جڑ گیا۔ (سیرۃ الرسول، ص ۲۵۵)

تھوڑی دیر بعد حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۝ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ان دو ننھے عاشقوں اور مجاہدوں یعنی حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر ہمیشہ ہمیش کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور ان کے وسیلے سے پوری امت پر اور خاص کر اس پورے مجمع پر رحمتوں، غفران کی بارش فرمائے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۲۵۵، بحوالہ بخاری و مسلم)

بدر میں ابوجہل اس جگہ پر مرا ملے گا

ہمارے پیارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب، دانائے خفایا و غیوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں جنگ سے پہلے اس جگہ کا معائنہ کرنے کے لئے چند صحابہ کے ساتھ تشریف لے گئے کہ جنگ کی تیاری مکمل کرلی جائے۔ بدر کے میدان میں ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ سے پہلے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کل جب جنگ ہوگی تو میری امت کا فرعون ابوجہل اس جگہ مرا ملے گا اور امیہ ابن خلف اس جگہ مرا پڑا ہوگا اسی طرح بہت سے کافروں کے سرداروں کے بارے میں فرمایا کہ فلاں اس جگہ پر فلاں اس جگہ پر مرا پڑا ہوگا ایک دن پہلے ہی ان کے موت کی خبر دی۔ "هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ" غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ "هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ" غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ (مسلم شریف، ج:۲،ص:۱۰۲، مشکوۃ المصابیح، ص:۵۳۱)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس نے ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا وہ (کفار)۔ حدود سے ذرا آگے پیچھے نہ تھے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے بارے میں نشاندہی فرمائی تھی۔ (سیرۃ الرسول بحوالہ مسلم، نسائی، امام احمد)

اے ایمان والو! جنگیں دنیا میں بیشمار ہوئی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر کسی بادشاہ یا لشکر کے سپہ سالار نے جنگ سے پہلے کامیابی و کامرانی کی بشارت نہیں دی نہ یہ بتا سکا کہ فلاں دشمن اس جگہ پر قتل کیا ہوا مرا ملے گا۔

یہ شان صرف اور صرف ہمارے پیارے رسول، قائد عالم، سردار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے کہ جنگ بعد میں یعنی کل ہوگی اور فتح و ظفر، کامیابی و کامرانی کا مژدہ پہلے سنادی اور کون سا دشمن کس جگہ مرا پڑا ہوگا جنگ سے پہلے بتادیا۔ بعض بزرگوں کی کتابوں میں اس طرح کی بھی روایت ملتی ہے جب ابوجہل کو پتہ چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان بدر میں تشریف لائے اور میدان کا جائزہ لیا اور ایک لکیر کھینچی اور کہا کہ کل جب جنگ ہوگی تو ابوجہل مارا جائے گا اور اس کی لاش اس لکیر پر پڑی ہوگی تو امت کا فرعون ابوجہل گھبرایا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ کل میری موت کا دن ہے، اب مجھے مرنے اور قتل ہونے سے کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔ اس لئے کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ سے جو بات میں نے سنی ہے وہ کبھی غلط نہیں ہوئی بلکہ وہ بات پوری ہو کے رہتی ہے سچ کہا گیا۔ اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی حق وہی ہے جس کی سچائی کی دشمن بھی گواہی دے اور جب ابوجہل خاک و خون میں تڑپ رہا تھا زندگی کی آخری سانسیں لے رہا تھا، ارد، گرد اس کے ساتھیوں کی جماعت

کھڑی ہے۔ اس نے مرتے مرتے سوال کیا کہ دیکھو تو کہ میرا جسم اس لکیر پر تو نہیں ہے جو لکیر محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی جب ساتھیوں نے غور کیا اور دیکھا تو یقیناً ابوجہل کا دھڑ اسی لکیر پر تھا تو ابوجہل کہنے لگا کہ میرا دھڑ کھینچ کر یا اٹھا کر اس لکیر سے دور کر دو تا کہ محمد بن عبداللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک بات تو جھوٹی ہو جائے۔ مر رہا ہے۔ خاک و خون میں تڑپ رہا ہے مگر عداوت و نفرت میں کوئی کمی نہیں ہے۔ اس لعین کے ساتھی اسے اٹھانے کی کوشش کرنے لگے۔ ادھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت (علیہ السلام) سنو ابوجہل بدبخت جھوٹا ہے اور میرا پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سچا ہے۔ دیری نہ کرو، روح قبض کر لو۔ ملک الموت (علیہ السلام) نے روح نکالی۔ ظالم ابوجہل کا جسم ناری ٹھنڈا ہو گیا اور اسی لکیر پر لاش پڑی تھی جو لکیر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے کھینچی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کی شان و شوکت کا عالم یہ ہے کہ جو آپ حضرات نے ملاحظہ کیا مگر ماننے اور قبول کرنے کے لئے ایمان کا ہونا شرط ہے۔ خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا ضروری اور لازمی ہے اسی لئے تو وہابی، دیوبندی، تبلیغی کو ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور ہم سنی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو غیب داں مانتے ہیں اور مانتے رہیں گے۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

میدان بدر میں عشق سے لبریز واقعہ

ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنگ کے لئے صفیں سیدھی فرما رہے تھے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے عاشق حضرت سواد انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے ان کا پیٹ کچھ بڑا تھا جو صف سے باہر نکل رہا تھا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے پیٹ پر اپنی چھڑی لگاتے ہوئے فرمایا اِسْتَوِ یَاسَوَادُ اے سواد! سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ بس حضرت سواد نے موقعہ کو غنیمت سمجھا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے میرے پیٹ پر جو لکڑی ماری ہے میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اس کا بدلہ لوں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حیرت میں پڑ گئے کہ اس مشکل گھڑی میں سواد کو کیا ہو گیا ہے اور ہمارے نبی، عادل و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سنتے ہی اپنا کپڑا اٹھاتے ہوئے فرمایا۔ اے سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو میرا پیٹ حاضر ہے تم اپنا بدلہ لے لو، اسی چھڑی سے مار لو جس سے تمہیں تکلیف پہونچی ہے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک پیٹ کو چوما اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک سے چمٹ گئے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے سواد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ کیا ہے؟ تم تو اپنا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اس وقت میں میدان جنگ میں ہوں کیا پتہ موت کا وقت آجائے اور میں شہید ہو جاؤں پس میرے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ میرا جسم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم کے ساتھ مس ہو جائے یعنی چھو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ موقعہ نصیب فرمایا۔ مجھے یقین ہے کہ اب میرے جسم پر جہنم کی آگ حرام ہو گئی پس جو میرا مقصد تھا وہ پورا ہو گیا میں اپنا بدلہ معاف کرتا ہوں۔ (سیرۃ الرسول، ص ۲۹۳)

اے ایمان والو! یہ تھا حضرات صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ایمان اور ان کا عشق جو آپ حضرات نے سن لیا، یعنی جو جسم آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک جسم سے چھو جائے اس کو دوزخ کی آگ نہیں جلا سکتی۔ مگر میں آپ حضرات کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم مبارک کا پیرہن شریف یا موئے مبارک کی برکت و رحمت کے حصول کے لئے مومن خوش عقیدہ سنی مسلمان ہونا لازم و ضروری ہے یعنی ایسا مسلمان ہو جس میں صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق کی حرارت موجود ہو۔ اسی لئے عاشق صادق سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بدر میں

جو کافر گرفتار ہوئے وہ بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پیش کئے گئے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام اپنے غلاموں سے مشورہ فرمایا۔ کسی کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے اور کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ جو

کافر جس کا رشتہ دار ہے وہی اس کو قتل کرے اور کسی نے یہ مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ مشورہ زیادہ پسند آیا کہ قتل نہ کیا جائے بلکہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔ انہیں گرفتار ہونے والوں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت عباس بھی تھے۔

علم غیب دیکھا اور حضرت عباس ایمان لے آئے

حضرت عباس سے بھی کہا گیا کہ اگر آپ بھی آزاد ہونا چاہتے ہیں تو چار سو درہم فدیہ ادا کیجئے اور آزاد ہو جایئے۔ حضرت عباس نے کہا کہ میرے پاس اتنا مال نہیں کہ میں اس قدر فدیہ ادا کر سکوں۔

ہمارے آقا غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر فرمایا، چچا عباس فدیہ دو اور رہا ہو جاؤ مگر حضرت عباس نے پھر دوسری مرتبہ بھی یہی کہا کہ میرے پاس اس قدر رقم نہیں ہے جو میں فدیہ ادا کر سکوں تو تیسری مرتبہ ہمارے سرکار غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ چچا جان آپ مکہ جا کر فدیہ کی رقم بھیج دیجئے گا۔ آپ کو آزادی کا پروانہ دیدیتا ہوں تو حضرت عباس بولے میرے گھر مکہ میں بھی کوئی رقم نہیں ہے۔ تو ہمارے حضور غیب کی خبر دینے والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ مال کہاں گیا جو آتے وقت آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل کے ساتھ مل کر زمین میں دفن کیا تھا اور آپ نے اپنی بیوی (یعنی میری چچی) ام الفضل سے کہا تھا کہ میں سلامت آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ اگر جنگ میں قتل کر دیا گیا تو یہ مال میرے بچوں فضل، عبداللہ اور قثم کے حوالہ کر دینا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غیب کی بات کو سن کر حضرت عباس کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ کہنے لگے کہ آج میں نے جان لیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں اور جو نبی ہوتا ہے وہ غیب کا علم رکھتا ہے ورنہ مال کو زمین میں دفن کرنے کا معاملہ میرے اور میری بیوی کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ مدینے میں ہیں اور مکہ میں میرے گھر کی بات بتا رہے ہیں جو ایک راز تھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۶)

علم غیب کے سبب ایمان لائے:۔ جنگ بدر میں جب نوفل کو قید کیا گیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نوفل سے فرمایا فدیہ دو رہائی حاصل کرو۔ تو نوفل نے کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں فدیہ کس سے ادا کروں گا تو ہمارے غیب داں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جدہ میں جو تم نے نیزے رکھے ہیں وہ فدیہ کے طور پر دیدو ہم تمہیں آزاد کر دیتے ہیں۔ نوفل غیب کی بات کو سن کر حیرت

میں پڑ گیا اور کہنے لگا جدہ میں میرے پاس ایک ہزار نیزے رکھے ہوئے ہیں مگر اس راز کا علم میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ گویا نوفل کہہ رہے تھے کہ جو مدینہ میں رہ کر جدہ کی خبر رکھے وہ جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور برحق رسول ہیں اور مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۹۶)

اے ایمان والو! جنگ بدر کا واقعہ آپ حضرات نے سن لیا کہ حضرت عباس ایمان لائے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر نوفل مسلمان ہوئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم غیب دیکھ کر اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو ایمان والا اور مسلمان کہتے اور کہلواتے ہیں اور دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اب آپ حضرات ہی بتائیں کیا ایسے لوگ مسلمان ہوسکتے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں۔ لہٰذا ہمیں ایسے بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنا ہے تاکہ ہمارا ایمان محفوظ رہے۔

قبر والے کافر بھی سنتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب جنگ میں فتح ہوجاتی تو تین دن میدان جنگ میں ٹھہرتے۔ میدان بدر میں بھی فتح کے بعد تین دن تک قیام فرمارہے تین دن کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ میدان بدر سے روانہ ہوئے رات کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کنویں کے پاس تشریف لائے جس میں کفار قریش کی لاشیں ڈالی گئی تھیں، کنویں کے پاس کھڑے ہوکر خطاب فرمایا اے ابوجہل! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت کرتے تو آج خوش ہوتے اور جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا تھا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُ مَاوَعَدَنِیْ رَبِّیْ حَقًّا ۔ پس بیشک جو وعدہ میرے رب تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا میں نے سچا پایا۔ (سیرۃ الرسول، بحوالہ مسند امام احمد، ص ۳۶۴)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! انہیں مرے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آج ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ مردہ جسم کیسے گفتگو کرسکتے ہیں تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ (مسند امام احمد، ص ۳۶۴)
یعنی میں جو کہہ رہا ہوں تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو۔

اے ایمان والو! اس حدیث مبارکہ سے صاف صاف ظاہر وباہر ہوگیا کہ مرنے اور قتل ہونے کے بعد کافر بھی سنتے ہیں، جبھی تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جنگ بدر میں قتل ہونے والے کفار قریش کی لاشوں سے خطاب فرمایا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال پر فرمایا، اے عمر! تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

اس حدیث شریف کی روشنی میں مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب مرے ہوئے کافر سے بات کی جائے تو وہ سنتے ہیں تو وہ مومن جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا ہو یا شہید ہوا ہو، یا وہ اللہ کا ولی جو اللہ تعالیٰ کی دوستی کے ساتھ دنیا سے گیا ہو اگر اس کی خدمت میں عرض و معروض کیا جائے تو یقیناً وہ اپنی قبر میں فریادی کی فریاد سنتے ہیں اور پھر ہمارے آقا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان تو بہت بلند و بالا ہے۔

اسی لئے تو عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

ہم یہاں سے پکاریں وہاں وہ سنیں
مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

شہدائے بدر: جنگ بدر میں تین سو تیرہ مجاہدین اسلام میں سے صرف چودہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

جنگ بدر میں کتنے کافر قتل ہوئے

جنگ بدر میں تقریباً ایک ہزار کی تعداد تھی لشکر کفار کی۔ جس میں کافروں کے ستر آدمی قتل ہوئے۔ جن میں اکثر کافروں کے سردار تھے۔ (سیرۃ الرسول، ص ۳۶۷)

حضرات! افسوس یہ سجدوں کے نمازی اور میدان جنگ کے غازی دنیا سے چلے گئے۔

آہ اسلام ترے چاہنے والے نہ رہے
جن کا تو چاند تھا افسوس وہ ہالے نہ رہے

کتنے افسوس کی بات ہے جو ہمارے برے اعمال و کردار نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے۔ نہ آج رات کے عابد رہے اور نہ دن کے غازی رہے۔ نہ وہ نماز رہی نہ وہ سجدہ رہا، نہ وہ دعائیں رہیں، جو باب اجابت میں پہونچ کر

اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ہماری جانب متوجہ کرتیں اور نہ وہ اسلام کے سچے غازی رہے جن کا ذوق شہادت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو راضی کر کے اسلام کی جڑوں کو کمزور ہونے سے بچا کر مضبوط و مستحکم کرتا۔

ایک طرف تیغ بکف ایک طرف سر بہ سجود
پھر ضرورت ہے انہیں بے سروسامانوں کی

حضرات! جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک قسم جہاد کفار ہے جو آپ حضرات سن چکے۔ دوسری قسم جہاد نفس ہے۔ نفس سے جہاد کی حقیقت کے بارے میں عرض کر رہا ہوں آپ حضرات غور سے سنئے اور عمل کرنے کی کوشش کیجئے۔

نفس سے جہاد:۔ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ. (مشکوٰۃ، ص۳۲۲)

یعنی سچا اور کامل مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے۔

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (مشکوٰۃ، ص۳۲۲)

یعنی اب ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے۔

اے ایمان والو! آپ حضرات نے سن لیا کہ جنگ کے میدان میں تیر و تلوار سے دشمن سے لڑنا۔ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جہاد اصغر یعنی چھوٹا جہاد فرمایا اور نفس سے جہاد کو جہاد اکبر یعنی بڑا جہاد فرمایا۔ بات دراصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو قابو میں رکھنا، اور ہمیشہ اس کے خلاف رہنا یہ نفس کا جہاد ہے جو آسان نہیں بڑا مشکل کام ہے۔ اس لئے کہ میدان جنگ میں تیر و تلوار سے دشمن کا مقابلہ کرنا چند دنوں یا گھنٹوں رہتا ہے مگر نفس سے جہاد صبح سے شام تک، رات سے دن تک، گھر سے بازار تک، ہر آن اور ہر لمحہ، ہر قدم یہاں تک کہ زندگی کی آخری سانس تک جاری رہتا ہے۔ تمام گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے نفس کو روک کر رکھنا۔ اور تمام عبادتوں کی مشقتوں پر ثابت قدم رہنا۔ دنیا بے شمار گناہ والی لذتوں اور شہوتوں سے بھری پڑی ہے۔ شراب، منشیات، سنیما موسیقی، رقص و سرور، حسن و جمال کا بے حجاب نظارہ یہ گناہوں کے وہ دل کش و دل فریب سامان ہیں کہ آدمی کا نفس بار بار ان کی طرف لپکتا ہے مگر نفس کے مجاہد کی یہ شان ہوتی ہے کہ نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ ہمیشہ نفس کو ان گناہوں کی طرف بڑھنے سے روکے رکھتا ہے۔ اسی طرح وقت فجر کا نمازی اپنے نرم نرم بستر اور گرم گرم لحاف کی میٹھی نیند کو چھوڑ کر سخت سردی میں وضو کر کے مسجد میں سر بسجود ہو کر نفس سے لڑتا ہے اور روزہ دار سخت پیاس کی حالت میں ٹھنڈا، ٹھنڈا

پانی اور میٹھا میٹھا شربت موجود ہوتے ہوئے بھی اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہاتھ بھی نہیں لگاتا اور نفس سے جہاد کرتا ہے اور کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوتا ہے۔

غزوۂ بدر سے سبق: غزوۂ بدر کے واقعات سے جو سبق ملا ہے اسے مسلمانوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ وہ سبق یہ ہے کہ ہم مخلص، متقی، پرہیزگار مسلمان بن جائیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے مخلص، متقی، پرہیزگار مومن بندوں کی مدد فرماتا ہے اور دنیا کی بڑی سے بڑی قوت و طاقت پر ان کو غالب کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ ۝ (پ ٢٦، ع ٥)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ صبح قیامت تک کے مومنوں سے ہے جب بھی مومن مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی غرض سے آگے بڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس مومن بندہ کی مدد فرماتا ہے جیسا کہ میدان بدر میں اللہ تعالیٰ نے مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار کے بھاری لشکر پر غالب کر دیا اور ان کے قدم ایسے مضبوط کر دیئے کہ دنیا کی کوئی طاقت ان کو ہلا نہیں سکی۔ پس ضرورت ہے غزوۂ بدر کی یاد تازہ کرنے کی اس کے دیئے ہوئے سبق پر عمل کرنے کی، ہم اپنے کردار و اعمال اور حال پر نظر کریں اور غور کریں کہ ہم نے کتنا کھویا ہے اور کیا پایا ہے۔ آج ہم کتنی ذلتوں اور ناکامیوں کے شکار ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد ہمیں کیوں نصیب نہیں ہوتی۔ صرف وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کے ساز و سامان کو اپنا سہارا سمجھ لیا ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان شریف کے صدقے روزہ و نماز کے وسیلے سے اور شہدائے بدر کی بے مثال قربانیوں کی برکت سے ہماری حالت بدل دے اور اپنی مدد ہمیں اور سارے عالم کے مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ٩ ﴾

رمضان المبارک

تیسرا جمعہ...دوسرا بیان

زکوٰۃ کی فضیلت واہمیت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ۱۸، ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو۔ اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

درد و آلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں
ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں

عقل والوں کے نصیبوں میں کہا ذوق جنوں
عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

اے ایمان والو! جو آیت کریمہ میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اللہ تعالیٰ اس میں ارشاد فرماتا ہے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ (پ۱۸، ع۱۳)

ترجمہ: اور نماز برپا رکھو اور زکاۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔ (کنز الایمان)

حضرات! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام ایمان والوں کو نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم فرمایا ہے گویا نمازی مسلمان کو آگاہ کیا جارہا ہے کہ اے نماز پڑھنے والے، اگر تو چاہتا ہے کہ تیری نماز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوجائے تو جو مال و زر تجھے دیا گیا ہے۔ اس کی زکوٰۃ بھی ادا کردے اور ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ

جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری سے تمہیں یہ انعام ملے گا کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا اور تم اللہ تعالیٰ کے فضل عظیم اور لطف عمیم سے دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

زکوٰۃ میں رحمت وبرکت

اے ایمان والو! زکوٰۃ دینا ایسا کارخیر اور نیک عمل ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ کو ہدایت کی نعمت اور اس کے کاروبار میں خوب رحمت وبرکت عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ٥ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ٥ (پ۱۹، ر۱۶)

ترجمہ:۔ ہدایت اور خوش خبری ایمان والوں کو وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ ادا کرنے سے غم اور خوف سے نجات ملتی ہے

اے ایمان والو! مال ودولت جمع کر کے انسان بے پناہ بلا ومصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے ہر وقت مال کی حفاظت کی فکر اور مال کے ضائع ہونے کا خوف وغم لگا رہتا ہے لیکن وہ شخص جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر غم اور خوف سے نجات عطا فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک:۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ٥ (پ۳، ر۶)

ترجمہ:۔ بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ دی ان کا نیگ ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کچھ اندیشہ ہو نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

زکوٰۃ دینا بہت بڑا ثواب ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ ادا کرنا وہ نیک عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو کر زکوٰۃ دینے والے بندہ کو اجر عظیم یعنی خوب ثواب عطا فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالْمُقِیْمِیْنَ الصَّلٰوۃَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ o اُولٰٓئِکَ سَنُؤْتِیْہِمْ اَجْرًا عَظِیْمًا o (پ ۶، رکوع ۲)

ترجمہ: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں کو عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔ (کنز الایمان)

زکوٰۃ دینے سے جنت الفردوس ملتی ہے

اے ایمان والو! زکوٰۃ اس لئے ادا کرو تا کہ مال خوب بڑھے اور تجارت پھولے پھلے اور آپ کا مال بلا ومصیبت سے محفوظ ہو جائے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے سے جہاں مال و دولت تلف وضائع ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ زکوٰۃ دینے والے بندہ سے راضی ہو کر اس بندہ کو جنت الفردوس کا وارث بنا دیتا ہے جس میں زکوٰۃ دینے والا بندہ ہمیشہ ہمیش رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَالَّذِیْنَ ہُمْ لِلزَّکٰوۃِ فٰعِلُوْنَ o اُولٰٓئِکَ ہُمُ الْوٰرِثُوْنَ o الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ہُمْ فِیْہَا خٰلِدُوْنَ o (پ ۱۸، رکوع ۱)

ترجمہ:۔ اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے اور اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔ (کنز الایمان)

زکوٰۃ نہ دینا دردناک عذاب ہوگا

اے ایمان والو! جو لوگ سونا، چاندی (اور مال و دولت) جمع کرتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن دوزخ کی آگ میں وہ تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائے گا) یہ وہ (مال و دولت) ہے جو تم نے اپنے نفس کے لئے جمع کیا تھا تو اب (اس کا مزہ) چکھو جو (مال و دولت) جمع کرتے تھے (پ ۱۰، ع ۱۱)

گنجے سانپ کا عذاب

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ ہمارے پیارے رسول، مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ مال گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائیگا جس کے سر پر دو چتیاں ہوں گی وہ سانپ اس شخص کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا پھر اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں (یعنی میں تیرا وہ مال اور خزانہ ہوں جس کی تو زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تھا) (بخاری شریف، ج:۱،ص:۱۸۸)

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے سرکار، امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی گئی قیامت کے دن وہ مال گنجا سانپ بن جائے گا۔ مالک کو دوڑائے گا اور وہ بھاگے گا یہاں تک کہ اپنی انگلیاں اس (مالدار) کے منہ میں ڈال دے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج:۳،ص:۶۳۶)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے اگر آپ کو سونا و چاندی مال و دولت سے نوازا ہے تو مکمل زکوٰۃ ادا کرو ورنہ یہی دولت گنجے سانپ بن کر آپ کو ڈسیں گے اس وقت نہ باپ کام آئے گا اور نہ بیٹا کام آئے گا جس کے لئے تم نے مال و دولت جمع کیا ہے۔ گنجے سانپ کا عذاب کم نہ سمجھنا۔ سانپ جب ایک ہزار سال کا ہوتا ہے تو اس کے سر پر بال نکلتے ہیں اور جب دو ہزار سال کا ہو جاتا ہے تو وہ بال گر جاتے ہیں اور وہ سانپ گنجا ہو جاتا ہے (یعنی زہر کی زیادتی سے سب بال گر جاتے ہیں اور پھر سانپ گنجا ہو جاتا ہے) (بہار شریعت، حصہ۵،ص:۲)

زکوٰۃ نہ دینے والا قتل کا مستحق ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بعد جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اس وقت اعراب میں سے کچھ لوگ کافر ہو گئے (یعنی زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کر بیٹھے) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد اور قتال کا حکم صادر فرمایا اور ارشاد فرمایا خدا کی قسم میں ان سے جہاد و قتال کروں گا جو نماز و زکوٰۃ میں تفریق کرے (یعنی نماز کو فرض مانے اور زکوٰۃ کی فرضیت سے انکار کرے) زکوٰۃ حق المال ہے۔ خدا کی قسم بکری کا بچہ جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس حاضر کیا کرتے تھا اگر مجھے دینے سے انکار کریں گے تو اس پر ان سے جہاد کروں گا۔ (بخاری، ج:۱،ص:۱۸۸، و مسلم)

مسئلہ: زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار مردود الشہادۃ ہے۔ (عالمگیری بحوالہ بہار شریعت، حصہ۵،ص:۱۰)

زکوٰۃ دوسرے مال کو ہلاک کر دیتی ہے

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، زکوٰۃ کسی مال میں نہ ملے گی مگر اسے ہلاک کر دے گی۔ (شعب الایمان، ج۳، ص۲۷۳)

مسئلہ: زکوٰۃ آپ پر واجب تھی اور زکوٰۃ کی رقم آپ نے مستحق زکوٰۃ کے حوالے کرنے کی بجائے اپنے دوسرے مال میں ملائے رکھا تو زکوٰۃ کا مال دوسرے مال کو ہلاک و برباد کر دے گا۔ (بہار شریعت، حصہ۵، ص۶)

مال و دولت کے برباد ہونے کا سبب

حدیث شریف: حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا فرمائے گا۔ (طبرانی اوسط، ج۳، ص۲۷۵)

حدیث شریف: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مختار شفیع روز شمار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خشکی اور تری میں جو مال تلف یعنی ہلاک و برباد ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ (طبرانی شریف، الترغیب والترہیب، ج۱، ص۳۰۸)

اے ایمان والو! ہوش میں آجاؤ اور اپنے مال و دولت کو، ہلاک و برباد ہونے سے بچالو یعنی زکوٰۃ ادا کرو۔ آپ کی دولت سونا، چاندی حتیٰ کہ آپ کی ذات بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو جائے گی پھر کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت وضمانت کی چیز کو تباہ و برباد کر سکے۔ لہٰذا مکمل زکوٰۃ ادا کیا کرو، خود محفوظ رہو گے اور مال و دولت بھی محفوظ رہے گا اور مرنے کے بعد جنت الفردوس کے وارث بن جاؤ گے۔

زکوٰۃ نہ دینے والا سب سے پہلے جہنم میں ڈالا جائے گا

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے ان میں ایک وہ تو نگر (یعنی مالدار شخص) ہے کہ اپنے مال میں اللہ تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا) (ابن خزیمہ، ج۴، ص۸، وابن حبان، ج۶، ص۱۵۴)

زکوٰۃ نہ دینے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہمیں حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو شخص زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں۔ (طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:۱۰۳)

اے ایمان والو! بہت سے مسلمان ہیں جو نماز بڑی پابندی سے پڑھتے ہیں مگر مال و دولت کے لالچ نے انہیں اندھا کر رکھا ہے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور زکوٰۃ نکالتے بھی ہیں تو آدھا، تیہا۔ جب تک زکوٰۃ مکمل نہ نکالی جائے اس وقت تک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ بے شک نماز کی پابندی بڑی سعادت کی چیز ہے مگر زکوٰۃ بھی آپ پر فرض ہے اس لئے زکوٰۃ کا ادا کرنا آپ پر واجب ہے ابھی آپ نے حدیث شریف سنی ہے کہ جو شخص زکوٰۃ نہ ادا کرے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی پس ہم پر فرض ہے کہ پورے مال کا حساب کر کے پوری پوری زکوٰۃ ادا کریں۔

زکوٰۃ نہ دینے والا ہلاک ہو گیا

دور نبوت میں ثعلبہ بن ابی حاطب نے زکوٰۃ نہیں دیا تو ہلاک و برباد ہو گیا۔ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک و الک وسلم میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں مالدار ہو جاؤں ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ تھوڑا مال زیادہ مال سے بہتر ہے اس لئے کہ تھوڑے مال پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا آسان ہے اور زیادہ مال پر شکر ادا کرنا مشکل ہوتا ہے یہ حکم سن کر ثعلبہ واپس چلا گیا مگر مال و دولت کی محبت نے اسے پھر بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے پر مجبور کیا اور ثعلبہ دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک و الک وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرما دیجئے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مجھے مالدار بنا دے اور ثعلبہ کہنے لگا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے اگر وہ مجھے مال و دولت سے نوازے گا تو میں اس مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں گا اور ہر حقدار کا حق ادا کروں گا یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے حبیب، امت کے طبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دست رحمت کو دعا کے لئے اٹھائے اور ثعلبہ کے حق میں دعا فرمائی۔ **اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَۃَ مَالًا** ۔ اے اللہ ثعلبہ کو مال عطا کر۔ ہمارے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا ثعلبہ کے حق میں قبول ہو چکی تھی۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ثعلبہ نے کچھ بکریاں خریدیں اور اللہ تعالیٰ کی شان وہ کیڑوں کی طرح بڑھنے لگیں یہاں تک کہ مدینہ منورہ میں جگہ تنگ ہونے لگی تو ثعلبہ اپنی بکریوں کو لیکر مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا اور وہیں بکریوں کے ساتھ جنگل میں رہنے لگا۔ پہلے پانچ وقت کی نماز مسجد میں آکر جماعت سے پڑھتا تھا۔ مال بڑھتا گیا تو اب صرف ظہر اور عصر کی نماز جماعت سے آکر پڑھتا۔ اور مال بڑھا۔ دنیا نے ثعلبہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو پانچوں وقت کی نماز جماعت تو چھوٹی ہی تھی اب ایسا وقت آگیا کہ نماز جمعہ کے لئے بھی مسجد میں حاضر نہیں ہوتا۔ مال وزر کی محبت نے ثعلبہ کو مسجد اور نماز باجماعت سے دور کیا حتیٰ کہ جمعہ بھی چھوٹ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب دیکھا کہ ثعلبہ نماز باجماعت کے لئے مسجد میں حاضر نہیں ہوتا اور جمعہ بھی چھوڑ دیا ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان سے دریافت فرمایا کہ ثعلبہ بن حاطب کا کیا حال ہے؟ تو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ثعلبہ کا مال اس قدر بڑھ گیا ہے کہ مدینہ منورہ میں رہنے کی جگہ کم پڑ گئی ہے اس لئے وہ مدینہ منورہ سے دور جنگل میں چلا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔ ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے۔

اب ایک دن وہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے نائبین صحابہ کو مالداروں کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے روانہ فرمائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قائم کئے ہوئے عاملین بیرونی علاقوں کے امراء اور مالداروں کے پاس پہونچے اور حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حکم سنایا تو ان مالداروں اور امیروں نے اپنے مال کی زکوٰۃ وصدقات کو مدینہ شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس روانہ فرمائے۔ لیکن زکوٰۃ کے وصول کرنے والے نائبین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب ثعلبہ بن حاطب کے پاس گئے تو وہ یہ کہہ کر زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا کہ یہ ٹیکس ہے۔ جاؤ فرصت کے وقت میں سوچوں گا اور پھر زکوٰۃ ادا کروں گا۔ محصلین زکوٰۃ ثعلبہ کا یہ جواب سن کر دربار رسالت میں واپس آئے، ابھی انہوں نے ثعلبہ کا کوئی پیغام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض نہیں کیا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اے ثعلبہ افسوس ہے۔ اے ثعلبہ افسوس ہے کہ تو نے زکوٰۃ دینے سے انکار کردیا ہے اور جب محصلین وعاملین نے ثعلبہ کا جواب بارگاہ نبوت میں پیش کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بہت افسوس ظاہر کیا، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کا نزول فرمایا اور یہ آیت ثعلبہ کے حق میں نازل ہوئی۔

وَمِنْهُم مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّا اٰتٰىهُم مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُم مُّعْرِضُوْنَ ۝ (پ۱۰،ع۱۶)

ترجمہ: اور ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور ہم ضرور بھلے آدمی ہو جائیں گے تو جب اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا اس میں بخل کرنے لگے اور منہ پھیر کر پلٹ گئے۔ (کنزالایمان)

اس آیت مقدسہ میں ثعلبہ کے بخل اور اعتراض کی مذمت کی گئی ہے۔ ثعلبہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ اس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ نے ناراض ہوکر آیات کو نازل فرمایا ہے تو ثعلبہ گھبرایا اور کہنے لگا کہ لوگ مجھے بخیل اور کنجوس کہیں گے۔ بدنامی کے ڈر سے زکوٰۃ کا حساب لگایا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنی زکوٰۃ لیکر حاضر ہوا ہوں میری زکوٰۃ قبول فرمالیجئے تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ثعلبہ! اپنی زکوٰۃ واپس لے جا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری زکوٰۃ قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ جواب سن کر ثعلبہ واپس لوٹ گیا اور اپنے سر پر مٹی ڈالتا۔ ہمارے سرکار، شفیع روز شمار، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو ثعلبہ موقعہ غنیمت جانا اور زکوٰۃ کا مال لیکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا کہ جب ہمارے آقا کریم پیارے رسول، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کرسکتا ہوں۔ پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ثعلبہ زکوٰۃ کا مال لیکر حاضر ہوا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہکر زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تیری زکوٰۃ قبول نہیں کی تو میں تیری زکوٰۃ کیسے قبول کرسکتا ہوں۔ یہ فرما کر زکوٰۃ لینے سے انکار کردیا پھر ثعلبہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مرگیا۔ (مدارک شریف، وروح المعانی بالطبرانی کبیر، ج:۸، ص:۲۱۸)

قارون کا بُرا انجام

قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا ایک فرد تھا۔ بڑا غریب، مفلس، نادار اور مفلوک الحال شخص تھا۔ اس کی غریبی اور مفلسی پر رحم کھا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کو علم کیمیا سکھادیا جس سے اس نے خوب سونا اور چاندی اور مال و دولت جمع کرلیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاٰتَیْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ ق ۔ (پ۲۰، ع۱۱)

ترجمہ: اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے جن کی کنجیاں ایک زورآور جماعت پر بھاری تھیں۔ (کنزالایمان)
اور ایمان والوں نے جب قارون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کر اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر یعنی زکوٰۃ وصدقہ نکال دے تاکہ قیامت کے دن تیری نجات ہو سکے۔

وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھ پر احسان کیا۔ (کنزالایمان) مگر وہ بدنصیب قارون کہنے لگا۔

قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ ؕ (پ۲۰،ع۱۱)

ترجمہ: بولا یہ تو مجھے ایک علم سے ملا ہے جو میرے پاس ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کی بجائے قارون کہنے لگا میں علم والا ہوں میں نے اپنے علم اور قابلیت سے یہ دولت حاصل کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب قارون کو زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا تو اس نے انکار کیا اور لوگوں سے کہنے لگا کہ موسیٰ علیہ السلام ہمارا مال لینا چاہتے ہیں اور قارون بدنصیب نے ایک فاحشہ عورت کے ذریعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی ناپاک سازش کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لئے دعاء ہلاکت فرمائی جس سے اللہ تعالیٰ نے قارون اور اس کے خزانوں کو زمین میں دھنسا دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ قارون اور اس کا خزانہ قیامت تک زمین میں دھنستا رہے گا۔ (خزائن العرفان وتفسیر خازن)

اے ایمان والو! آپ حضرات نے ثعلبہ بن ابی حاطب انصاری جو مدینہ شریف کا رہنے والا تھا اور قارون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا آدمی تھا ان دونوں بدنصیبوں کے حالات وواقعات آپ حضرات نے سن لیا کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے ان لوگوں کا انجام کتنا برا ہوا۔ ثعلبہ ہلاک ہو گیا اور قارون اپنے خزانے کے ساتھ زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اب جو لوگ بھی مال ودولت کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ہیں ان لوگوں کو بھی ہوش میں آنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوٰۃ نہ دینے کی وجہ سے تمہارا حشر بھی ثعلبہ اور قارون کی طرح ہو جائے۔ تم بھی ہلاک کر دیئے جاؤ، اور تمہارا مال بھی تباہ وبرباد کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ مال دے تو صدقہ وزکوٰۃ دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سخاوت جنت کا درخت ہے

اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول، ہمارے پیارے نبی اور سخی داتا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

اَلسَّخَاءُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ وَالشُّحُّ شَجَرَةٌ فِی النَّارِ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۶۷) سخاوت جنت میں ایک درخت ہے اور بخیلی جہنم میں ایک درخت ہے۔

اے ایمان والو! سخی کے لئے جنت کی خوشخبری ہے اور بخیل کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسجد و مدرسہ میں خرچ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے جس سے سخی ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخی بنائے اور بخیل طرح طرح کی بلا و مصیبت میں مبتلا رہتا ہے اور بخیل کا مال اس کے لئے زحمت ہی زحمت ہے۔ اللہ تعالیٰ بخیل سے محفوظ رکھے۔

نبی کی دعا سخی کے لئے: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا. اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا. ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا دیتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! سخی کو خوب نفع عطا فرما اور اے اللہ! بخیل کو بربادی عطا فرما۔

(بخاری، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۵، مشکوٰۃ، ص ۱۶۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ، ص ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے انسان! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

یعنی جو شخص خوب دریا دلی سے خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بے حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

سخی بندہ اللہ تعالیٰ کا قریبی ہوتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ہمارے آقا جواد و فیاض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَلسَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ. وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ وَالْجَاهِلُ السَّخِيُّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ

یعنی سخی بندہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہے اور بخیل کنجوس بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے۔ اور جاہل سخی بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں زیادہ پسندیدہ ہے عبادت گزار بخیل بندہ سے۔ (ترمذی، ج:۲، ص:۱۷، مشکوٰۃ، ص ۱۶۴)

اللہ تعالیٰ آزمائش میں ڈالتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کرنا چاہا تو ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا جو پہلے کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے کہا۔ فَقَالَ اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ (مشکوٰۃ، ص ۱۶۵)

یعنی فرشتے نے کہا تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ تو اس کوڑھی نے کہا اچھا رنگ، اچھی جلد، اور مجھ سے یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ کوڑھی کی بات سن کر اس فرشتے نے جو انسانی شکل میں اس کے پاس موجود تھا۔ فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا وَجِلْدًا (مشکوٰۃ، ص ۱۶۵)

پس اس فرشتے نے اس کوڑھی پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کو اچھا رنگ اور اچھی جلد عطا ہو گئی

پھر فرشتے نے اس سے پوچھا تجھے کون سا مال پسند ہے؟ قَالَ اَلْاِبِلُ تو اس شخص نے کہا مجھے اونٹ پسند ہے۔
چنانچہ اس شخص کی پسند کے مطابق اسے ایک اونٹنی دیدی گئی اور فرشتے نے اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ جس سے اس کے اونٹ میں خوب برکت ہوئی۔

گنجا آدمی: پھر وہ فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا، بتا تجھے کیا چاہئے اور تو کیا پسند کرتا ہے تو اس گنجے شخص نے کہا میرے سر پر خوبصورت بال ہوں اور میری یہ بیماری دور ہو جائے جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں تو فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس گنجے شخص کے سر پر خوبصورت بال آ گئے، پھر فرشتے نے اس شخص سے پوچھا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس شخص نے گائے کی تمنا کی۔

فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ (مشکوٰۃ، ص ۱۶۵)

تو اسے ایک حاملہ گائے دی گئی اور فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

اندھا آدمی

فرشتہ تیسرے شخص کے پاس آیا جو اندھا آدمی تھا اس سے کہا تجھے کونسی چیز پسند ہے۔ تو اس اندھے شخص نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میری آنکھیں لوٹا دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔

فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهُ قَالَ فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ (مشکوٰۃ، ص ۱۶۶) تو فرشتے نے اس اندھے شخص پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کونسا مال زیادہ پسند ہے؟ تو وہ شخص کہنے لگا مجھے بکری پسند ہے۔ لہٰذا اس شخص کو ایک بکری عطا کی گئی اور فرشتے نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے۔

ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں پھر وہی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان تینوں آدمیوں یعنی وہ کوڑھی جس کے جسم پر فرشتے نے ہاتھ پھیرا تھا اور اسے تندرست اور خوبصورت کر دیا تھا اور ایک اونٹنی دی تھی جس سے وہ خوب مالدار ہو گیا پھر اس شخص کے پاس فرشتہ آیا جو پہلے گنجا تھا اور فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر گنجے کی بیماری

دور کردی تھی اور اسے ایک حاملہ گائے دیا تھا جس سے وہ شخص زمانے کا غنی ومالدار ہوگیا پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا فرشتے نے اپنا ہاتھ پھیر کر اس کی بینائی واپس لوٹائی تھی اور اس شخص کو ایک بکری عطا کی تھی جس سے وہ شخص بہت بڑا دولت مند ہوگیا۔

وہی فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے کوڑھی تھا اور فرشتے نے سوال کیا۔ فَقَالَ اَنَا رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ فرشتے نے کہا میں ایک غریب آدمی ہوں۔ سفر کی وجہ سے میرا سامان ضائع ہوگیا ہے تو اب اللہ تعالیٰ کے فضل اور تیری مدد کے بغیر میں گھر نہیں پہونچ سکتا ہوں اس خدائے تعالیٰ کے نام پر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اچھی رنگت اور اچھی جلد عطا کی ہے۔ فرشتے نے سائل وفقیر بن کر کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے نام پر ایک اونٹ دیدے تاکہ میری پریشانی دور ہو جائے۔ تو اس امیر ودولت مند نے جواب دیا کہ مجھ پر بہت سے حقوق ہیں جنہیں میں پوری نہیں کر پاتا ہوں تو تجھے کہاں سے دوں؟ فرشتے نے کہا کہ شاید میں تجھے پہچانتا ہوں تو وہی شخص ہے جو پہلے کوڑھی تھا اور فقیر ومحتاج تھا اور لوگ تجھ سے نفرت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھے کوڑھ کی بیماری سے نجات دی اور مال ودولت سے بھی نوازا تو اس مالدار شخص نے غصے میں آکر بولا کہ میں کب کوڑھی تھا، میں تو ہمیشہ سے تندرست وخوبصورت ہوں اور یہ مال ودولت تو میرے باپ دادا سے وراثت میں ملی ہے۔ فرشتے نے کہا۔ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے، جیسا تو پہلے تھا ویسا ہی کردے۔ پھر وہ شخص پہلے جیسا یعنی کوڑھی ہوگیا اور مال ودولت بھی ہلاک ہوگیا۔

پھر وہ فرشتہ اس شخص کے پاس گیا جو پہلے گنجا تھا اس سے بھی اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کیا، اس شخص نے بھی دینے سے انکار کردیا اور کوڑھی شخص کی طرح کہنے لگا میں کب گنجا تھا میں تو پیدائشی خوبصورت اور تندرست ہوں اور میرا مال تو باپ، دادا سے چلا آرہا ہے میں کبھی غریب ومفلس تھا ہی نہیں۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کردے جیسا تو پہلے تھا، وہ شخص پہلے کی طرح گنجا محتاج وکنگال ہوگیا۔ پھر فرشتہ اس شخص کے پاس پہونچا جو پہلے اندھا تھا اور سوال کیا۔ اَسْئَلُكَ الَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ الْبَصَرَ وَشَاةً یعنی فرشتے نے کہا میں تجھ سے اس اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے آنکھیں دیں، مجھے ایک بکری دیدے تو وہ شخص جو پہلے اندھا تھا کہنے لگا بے شک میں پہلے اندھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا کی اور آنکھ والا بنایا تو اے سائل ایک بکری کی بات نہیں ہے تو میرے مال میں سے جتنا چاہے لے لے اور جتنا چاہے چھوڑ دے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! آج تو جو کچھ بھی میرے اللہ تعالیٰ کے نام پر لے گا میں دے دوں گا اس پر فرشتے نے کہا۔ آج تم سب کا امتحان وآزمائش کی گئی۔ فَقَدْ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ وَسَخِطَ عَنْ صَاحِبَیْکَ بے شک اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوا اور تیرے دو ساتھیوں سے ناراض ہوا۔ (بخاری، ج۱، ص۴۹۲، مسلم، مشکوٰۃ، ص۱۶۶)

اے ایمان والو! بخاری شریف مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی اس سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ جو نعمت و دولت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور پچھلی حالت کو بھولنا نہیں چاہئے ورنہ بہت بڑا خسارہ و نقصان اٹھانا پڑ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت و دولت میں جو غریبوں کا حق ہے یعنی زکوٰۃ و صدقہ اس کو مکمل ادا کر دینا چاہئے ورنہ مال و مالدار دونوں کے لئے ہلاکت و بربادی ہو سکتی ہے ہر مالدار و امیر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرے، اپنے مال سے ان کی مدد اور خدمت کرے اور ان کی دعائیں لے ہر مانگنے والے، کو ایک جیسا نہیں سمجھنا چاہئے۔ معلوم نہیں کہ دروازے پر سائل و فقیر کی شکل میں کون کھڑا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پ۳۰، رکوع۱۸)

حدیث شریف: حضرت ام بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ جب کوئی غریب شخص میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اگر میرے گھر میں کوئی چیز نہ ہو تو مجھے شرم آتی ہے (یعنی شرم اس لئے کرتی ہوں کہ فقیر کو دینے کی کوئی چیز میرے پاس نہیں ہے) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اِدْفَعْ یَدَہٗ وَلَوْ ظُلْفًا مُحَرَّقًا (مشکوٰۃ شریف، ص۱۶۶)

یعنی اس کے ہاتھ میں کچھ دیدو اگرچہ جلی ہوئی کھری ہی ہو۔

اے ایمان والو! حدیث پاک کا مطلب خوب ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر مانگنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ۔ زیادہ نہیں دے سکتے تو کچھ نہ کچھ ضرور دے کر بھیجو۔ خاص کر زکوٰۃ تو فرض ہے اسے ہر حال میں ادا کرنا ہے۔ زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا غضب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

اے ایمان والو! بخاری شریف اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث پاک جو ابھی میں نے آپ حضرات کو سنایا اور آپ حضرات نے سنی اس حدیث پاک سے صاف صاف ظاہر ہو گیا اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے کا ہاتھ لگا تو کوڑھی کا کوڑھ اور گنجے کا گنجا پن اور اندھے کا اندھا پن دور ہو گیا اور وہ تینوں بیماری سے نجات پا کر صحت مند و تندرست ہو گئے اور فرشتے کی دعاء کی برکت سے تینوں آدمی مالدار و غنی ہو گئے۔ بس ہم ایمان والے اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت فضل و کرم اور نعمت و دولت کے ملنے کا ذریعہ جان گئے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اسی وقت ملے گا جب کسی اللہ تعالیٰ کے نیک بندہ کا ہاتھ ہمارے لئے اُٹھ جائے۔ ہاتھ اللہ والے کا ہوگا اور فضل و کرم اللہ تعالیٰ کا

ہوگا۔ یہی تو وجہ ہے کہ ہم سنی مسلمان اللہ والوں کے در پر حاضری دیتے ہیں کبھی اجمیر شریف حاضر ہوتے ہیں کہ ہاتھ ہند کے راجا ہمارے خواجہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کرتے ہیں کہ ہاتھ ہمارے پیر دستگیر کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھچڑا پکاتے ہیں اور ان کے نام کی سبیل لگاتے ہیں کہ ہاتھ شہید اعظم، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔ محفل میلاد پاک منعقد کرتے ہیں اور درود وسلام پڑھتے، خوب نعت سنتے اور سناتے ہیں اور ہم پر تقدیر احسان کرے مدینہ منورہ اپنے سرکار، نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حضور حاضر ہوں کہ ہمارے پیارے آقا، شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورانی ہاتھ (دست کرم) اٹھے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم، نعمت ودولت سے ہمارا بیڑا پار کردے۔ ہاتھ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہوگا اور کرم اللہ تعالیٰ کا ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کردیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے بھائیوں کے ذریعہ جب پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ میرے باپ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں میرے فراق اور جدائی میں روتے، روتے سفید ہوگئی ہیں یعنی آنکھوں سے دیکھنا بند ہوگیا ہے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا جو قرآن کریم بیان کرتا ہے۔ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ج (پ۱۳، ر۵)

ترجمہ: میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ (کنزالایمان)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں جس کو قرآن مجید بیان کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک: وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج (پ۳، ر۱۳)

ترجمہ: اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلا دیتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! اپنے ایمان کو تازہ کرو! اور خوب مضبوط کرلو اور بھرپور یقین کرلو کہ ہم اہلسنت وجماعت کا عقیدہ کتنا حق اور سچ ہے جس کی تائید وتصدیق اللہ تعالیٰ کا کلام قرآن مجید کرتا نظر آتا ہے۔ حضرت یوسف

علیہ السلام کا کرتا جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے چہرے پر ڈالا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور مُردے کو زندہ کرتا ہوں تو خوب سوچ کر اور سمجھ کر فیصلہ کرو کہ ہمارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے امام و نبی ہیں تو ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیراہن شریف، جبہ شریف، اگر کسی اندھے یا کسی قسم کے بیمار کے جسم سے لگ جائے تو بیمار کا عالم کیا ہوگا اور شفا جھوم کر آئے گی اور بیمار کی ظاہری بیماری ہی نہیں بلکہ باطنی مرض بھی شفایاب ہوتا نظر آئے گا۔

پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

شافی و نافی ہو تم، کافی و وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروروں درود

تم ہو حفیظ و مغیث کیا ہے وہ دشمن خبیث
تم ہو تو پھر خوف کیا تم پہ کروروں درود

درود شریف:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں اور اس بات کو اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کرتا ہے کہ میں اندھے اور کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور میں مردے زندہ کرتا ہوں اب وہابی، دیوبندی، تبلیغی جواب دیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ان کا کیا حکم اور فتویٰ ہے کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں شفا دیتا ہوں میں زندہ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیماروں کو شفا دیتے ہیں اور مردوں کو بھی زندہ فرماتے ہیں۔ اب میں یہاں پر ایک بات عرض کرتا چلوں کہ بیمار جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جائے گا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مدد مانگے گا تو شفا اور مدد ملے گی، تو گویا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس جانا بھی ضروری اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مددگار ماننا بھی لازم و ضروری ہوا۔ اسی لئے ہم ایمان والے سنی مسلمان اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوتے ہیں اور مدد کے لئے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم بھی پکارتے ہیں۔

بیٹھتے اُٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں میں شفا دیتا ہوں زندہ کرتا ہوں، تو وہابی، دیوبندی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردوں کو زندہ کرتے ہیں اور بیماروں کو شفا دیتے ہیں تو ہم ایمان والے سنی

مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے اور ہم بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نبی اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اللہ کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہی ہمارے ظاہر و باطن کی بیماریوں کو شفا دیتے ہیں اور ہمارے مردہ دلوں کو زندہ فرماتے ہیں۔ مگر ہمارا مخالف بڑا مکار و عیار ہے وہ تو انبیائے کرام اور اولیاء عظام علیہم السلام کو ہر حال میں محتاج و بے اختیار اور لاچار مانتا ہے اور اپنی کتابوں میں بھی لکھتا ہے جیسا کہ

پیشوائے وہابیہ، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان ص ۰ ۷ پر لکھا کہ جس کا نام محمد یا علی ہو وہ کسی چیز کا مالک ومختار نہیں۔ معاذ اللہ تعالیٰ مگر ہمارے مخالف کو یہاں پر یہ خیال نہیں آیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے نبی اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم، سید الاولیاء حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مالک ومختار ہو سکتے ہیں مگر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جواب دیتے ہیں اور اپنی غلامی کا اظہار بھی فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

اے ایمان والو! ہوشیار، ہوشیار، خبردار، خبردار کبھی بھی ان کے جال میں نہ آجانا، ہمارا مخالف بڑا عیار و مکار ہے اس کی گھٹی میں دغا و فریب اور انبیاء و اولیاء کی عداوت و دشمنی خوب بھری پڑی ہے۔

اسی لئے تو ہمارے ایمان و عقیدہ کے محافظ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿ ۹ ﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ...پہلا بیان

فضائل صدقات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (پ۳،ع۴)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی طرح، جس میں اُگائیں سات بالیں، ہر بال میں سو دانے، اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے۔ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہی پسند ہے کہ تین راتیں نہ گزرنے پائیں اور اس میں کا کچھ میرے پاس رہ جائے یعنی سارا سونا تین رات کے گزرنے سے پہلے میں غریبوں، فقیروں میں بانٹ دوں گا۔ ہاں، مجھ پر کچھ قرض ہو تو اس کے لئے کچھ رکھ لوں گا۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۵۳، مسلم، ج:۱، ص:۳۲۰)

خرچ کرو حساب نہ کرو

حدیث شریف: ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا خرچ کر اور شمار نہ کر، کہ اللہ تعالیٰ شمار کر کے دے گا اور بند نہ کر کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ پر بند کر دے گا کچھ دے جو تیری طاقت ہو۔ (بخاری و مسلم، ج:۱، ص:۳۳۱)

صدقہ بلا پر بھاری ہے

حدیث شریف: رزین نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا صدقہ دینے میں جلدی کرو کہ بلا صدقہ کو نہیں پھلانگتی ہے۔ (الترغیب والترہیب ج:۲، ص:۴۰، مشکوۃ ج:۱، ص:۱۶۷)

اچھی بات بھی صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا دو آدمیوں میں عدل یعنی صلح کرانا صدقہ ہے۔ کسی کو جانور (یعنی سواری) پر سوار ہونے میں مدد کرنا اور اس کا سامان اٹھا دینا صدقہ ہے۔ اور اچھی بات صدقہ ہے اور جو قدم نماز کی طرف چلے گا صدقہ ہے اور راستہ سے اذیت (یعنی تکلیف والی) چیز دور کردینا صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم ج:۲، ص:۱۵)

درخت لگانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان درخت لگائے یا کھیت بوئے اس میں سے کسی آدمی یا پرندہ یا کسی جانور نے کھایا وہ سب اس شخص کے لئے صدقہ ہے۔ (بخاری و مسلم ج:۲، ص:۱۵)

بھولے کو راہ بتانا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے نیک بات کا حکم کرنا صدقہ ہے۔ بری بات سے منع کرنا صدقہ ہے۔ راہ بھولے ہوئے کو راہ بتانا صدقہ ہے۔ کمزور نگاہ والے کی مدد کرنا صدقہ ہے۔ راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کرنا صدقہ ہے اپنے برتن میں سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف ج:۲، ص:۱۷)

صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے اور بُری موت کو ٹال دیتا ہے۔

(ترمذی، ج:۱، ص:۱۴۳، وابن حبان، ج:۵، ص:۱۳۲)

پہاڑ سے زیادہ وزن دار صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی تو اس نے ہلنا شروع کیا تو پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب کر دیا تو زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی دیکھ کر تعجب ہوا، عرض کیا اے اللہ تعالیٰ تیری مخلوق میں کوئی چیز ہے جو پہاڑ سے زیادہ سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں لوہا ہے۔ تو فرشتوں نے عرض کی لوہے سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں آگ ہے۔ فرشتوں نے عرض کی آگ سے زیادہ بھی کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں پانی ہے، پھر فرشتوں نے عرض کی پانی سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو فرمایا ہاں ہوا ہے پھر فرشتوں نے عرض کی ہوا سے زیادہ کوئی چیز سخت ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابن آدم (علیہ السلام) کا داہنے ہاتھ سے صدقہ کرنا کہ اسے بائیں ہاتھ سے چھپاتا ہے۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ ص:۱۷۰)

صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

حدیث شریف: حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، صدقہ گناہوں کو ایسے دور کرتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ (امام احمد، ابن ماجہ، ص:۳۱۰، ترمذی)

گھر والوں پر خرچ کرنا صدقہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مسلمان جو کچھ اپنے اہل (یعنی بال و بچوں) پر خرچ کرتا ہے اگر ثواب کے لئے ہے تو یہ بھی صدقہ ہے۔ (مگر شریعت کی پابندی کے ساتھ خرچ ہو) (بخاری، ج:۲، ص:۸۰۵، و مسلم، ج:۱، ص:۳۲۳)

حرام مال صدقہ نہیں، گناہ ہے

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا مالک شریعت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے فرمایا، جس شخص نے حرام مال جمع کیا پھر اسے صدقہ کیا تو اس میں اس کے لئے کچھ ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے۔

(ابن خزیمہ، ابن حبان، ج: ۵، ص: ۱۵۳، حاکم)

کم مال والے کا صدقہ افضل ہے

حدیث شریف: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کون سا صدقہ افضل ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کم مایہ (یعنی تھوڑی دولت) والے شخص کا صدقہ، کہ وہ شخص کوشش کر کے صدقہ دیتا ہے۔ (ابو داؤد، ج: ۱، ص: ۲۳۶، ابن خزیمہ، حاکم)

ایک روپیہ، لاکھ روپے سے بڑھ کر ہے

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ایک درہم لاکھ درہم سے افضل ہے۔ عرض کیا گیا، ایسا کیوں ہے، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم تو فرمایا ایک شخص کے پاس مال کثیر ہے اس نے اس میں سے لاکھ درہم صدقہ کیا (اور ابھی اس کے پاس لاکھوں درہم موجود ہیں) اور ایک شخص کے پاس صرف دو (یعنی دو روپیہ) ہیں اس نے اس میں سے ایک درہم صدقہ کر دیا (اور اب صرف ایک ہی باقی ہے اس لئے اس شخص کا صدقہ افضل ہے۔ (نسائی، ج: ۵، ص: ۱۷، ابن خزیمہ، ابن حبان، ج: ۵، ص: ۱۳۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ بندہ بڑا محبوب و مقبول ہے جو بندہ مکمل زکوٰۃ ادا کر کے اپنے مال کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ کر لیتا ہے اور وہ بندہ جو صدقہ کرتا ہے تو صدقہ کرنے سے روزی میں اضافہ ہوتا ہے اور مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔ صدقہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ صدقہ موت کی سختی کو دور کر دیتا ہے۔

صدقہ بلا و بیماری کو دفع کرتا ہے

صدقہ آدمی کی عمر کو بڑھا دیتا ہے۔ صدقہ دشمن سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ صدقہ بڑی سے بڑی بیماری کا علاج ہے۔

صدقہ سے بچہ اچھا ہو گیا

ایک دن کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی، میرے مرشد، عالم باعمل، حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے (انوار احمد قادری) سے فرمایا، میرے ساتھ چلو ایک بیمار کی تیمارداری کے لئے چلنا ہے۔ مرشد کامل کا حکم تھا، ہم حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اس گھر پہونچے جہاں بچہ سخت بیماری میں مبتلا ہے۔ بچہ ایک بڑی بلا ومصیبت میں گھرا ہوا ہے بچہ موت کے منہ میں ہے کہ دیکھنے والا خود پریشان ہو جائے۔ حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کا حکم ہوا۔ صدقہ کے لئے جانور لایا جائے، ایک تندرست بکرا حاضر کیا گیا، بچہ کا ہاتھ بکرے پر لگایا گیا اور حضرت بدرملت علیہ الرحمہ کے روبرو بکرا ذبح کیا گیا، ادھر بکرا ذبح ہوا، اُدھر بچہ پرسکون ہو کر مسکرانے لگا اور پھر وہ بچہ مکمل تندرست ہو گیا۔

حضرات! یہ ہے صدقہ کی برکت۔ کہ صدقہ سے بڑھ کر بلا و بیماری کا کوئی علاج نہیں۔

غریب کی مدد کرنے سے حج مقبول کا ثواب ملتا ہے

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مشہور بزرگ گزرے ہیں وہ حج کی سعادت حاصل کرنے کے لئے مکہ معظمہ حاضر ہوئے، حج سے فارغ ہو کر حرم شریف میں بیٹھے تھے کہ نیند لگ گئی تو خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور ایک دوسرے سے گفتگو کرنے لگے، ایک نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں نے حج کی سعادت حاصل کی ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا چھ لاکھ لوگوں نے فریضۂ حج ادا کیا، پھر فرشتے نے کہا کہ اس سال کتنے لوگوں کا حج قبول ہوا؟ تو دوسرے فرشتے نے جواب دیا کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو بے چین و بے قرار ہو گئے اور خیال کیا کہ چھ لاکھ لوگ مکہ میں دور دراز سے حج کے لئے آئے، لیکن کسی ایک کا بھی حج قبول نہیں ہوا؟ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک شخص ہے جو جوتے سلنے کا کام کرتا ہے، جس کا نام علی بن الموافق ہے وہ حج پر نہیں آیا مگر اس کو حج مقبول کا ثواب دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول کر لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خواب سے بیدار ہوئے تو شوق پیدا ہوا کہ اس شخص سے ملا جائے اور ایسے مقبول شخص کی زیارت کی جائے جس کی وجہ سے چھ لاکھ حاجیوں کا حج قبول ہوا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق کے سفر کے لئے زادراہ باندھا اور اس شخص کی ملاقات کے لئے چل پڑے۔ جب آپ دمشق پہونچے تو پتہ معلوم کر کے علی بن الموافق کے گھر پہونچے اور ان سے ملاقات کی اور اپنا وہ خواب جو مکہ شریف میں دیکھا تھا بیان کیا اور سوال کیا کہ آپ کا وہ کون سا نیک عمل ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج مقبول کا ثواب عطا کیا اور آپ کے طفیل چھ لاکھ لوگوں کا حج قبول کر لیا گیا، یہ سوال سن کر علی ابن الموافق کی چیخ نکل گئی اور بے ہوش ہو گئے، جب ہوش آیا تو بتانے لگے کہ اے عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ایک عرصہ، تیس سال سے حج کی تمنا تھی اور میں جوتے سل کر اور مرمت کر کے حلال روزی کماتا اور اس حلال روزی میں سے بچا بچا کر تین سو درہم جمع کئے تھے اور میں نے جب حج کی تیاری کی، کہ صبح قافلہ کے ساتھ حج وزیارت حرمین طیبین کے لئے جانا ہے اسی رات کی بات ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہوئی کہ گوشت کھائیں اور پڑوسی کے گھر گوشت بنا تھا جس کی خوشبو میرے گھر میں آرہی تھی، میں اپنی بیوی کی خواہش پوری کرنے کے لئے پڑوسی کے گھر گیا، کہ تمہارے گھر میں گوشت بنا ہے، میری بیوی حاملہ ہے اس کی خواہش ہے کہ میں گوشت کھاؤں گی۔ تو مجھے پکے ہوئے گوشت میں سے تھوڑا گوشت دیدے تاکہ میری بیوی کی خواہش پوری ہو جائے، میرا اتنا کہنا تھا کہ میرا پڑوسی رونے لگا اور اس نے اپنا راز ظاہر کیا کہ ہفتہ ہو گیا ہے میرے گھر چولہا نہیں جلا، میرے بچے بھوک سے بلک رہے تھے۔ موت سامنے نظر آرہی تھی، بچوں کو موت سے بچانے کے لئے میں شہر کے باہر گیا جہاں مرے ہوئے جانور ڈالے جاتے ہیں ایک گدھا کو دیکھا جو مرا ہوا پڑا تھا، اس کے جسم سے کچھ گوشت کاٹ کر لایا ہوں اور اسے پکایا ہے تاکہ میرے بچوں کی جان بچ جائے، یہ گوشت میرے لئے حلال ہے مگر تمہارے لئے حرام ہے۔ یہ سب سن کر اور اپنی آنکھوں سے دیکھ کر میں اپنے گھر آیا اور وہ رقم جو میں نے تیس سال میں حج کے لئے جمع کیا تھا وہ سب رقم تین سو روپے اللہ تعالیٰ کی خوشی کے لئے اور ایک غریب مسلمان کی بے کسی و پریشانی دور کرنے کے لئے اپنے پڑوسی کو دیدیئے۔ یہی ہمارا عمل ہے، یہی ہماری نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ (تذکرۃ الاولیاء)

زکوٰۃ کس کو دیا جائے

بہار شریعت ح ۵، ص ۵۶ پر ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت کا مطالعہ کیجئے۔ سات مصارف جن میں سے ایک فقیر ہے، دوسرا مسکین۔

(۱) **فقیر:** جو ایک وقت کا کھانا کھالے تو دوسرے وقت کے لئے انتظام ہو۔

(۲) مسکین: وہ شخص ہے، جس کے پاس ایک وقت کا کھانا ہے لیکن دوسرے وقت کے لئے انتظام نہیں اور کچھ اسباب بھی نہ ہوں جس سے انتظام ہو سکے۔ اسی لئے مسکین کو سوال کرنے کی اجازت ہے۔ لیکن فقیر کو سوال کرنے کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت)

اے ایمان والو! زکوۃ وصدقہ کتنا محبوب عمل ہے، جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو کر زکوۃ دینے والے اور صدقہ کرنے والے کو جنت کا مستحق بنا دیتا ہے اور زکوۃ وصدقہ کے ذریعہ وہ ہمارے بھائی جو غریب ہیں ان کی مدد ہو جاتی ہے، جس سے غریب مسلمانوں کی دعائیں ملتی ہیں، روزی بڑھتی ہے، بلاو بیماری ٹل جاتی ہے لیکن ہم پر زکوۃ ادا کرنا جہاں واجب ہے وہاں یہ دیکھنا بھی بہت ضروری ہے کہ ہماری زکوۃ مستحق تک پہونچتی ہے یا نہیں۔ ہم جس کو زکوۃ دے رہے ہیں وہ زکوۃ کا مستحق ہے یا نہیں۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ گھر میں رنگین ٹی وی ہے، خوب ٹھاٹ باٹ ہے مگر زکوۃ لے رہے ہیں۔ نماز پڑھتے نہیں، روزہ رکھتے نہیں وہ لوگ بھی زکوۃ مانگتے پھرتے ہیں ایسوں کو زکوۃ وصدقات دینا اپنی زکوۃ وصدقات کے ثواب کو ضائع کرنا ہے۔

زکوۃ دینے کی سب سے بہتر جگہ

مدارس اسلامیہ میں جہاں مسلمانوں کے ہونہار بچے قرآن وحدیث کی تعلیم حاصل کر کے حافظ قرآن اور عالم دین بن کر عالم اسلام میں پیغام قرآن وحدیث پہونچانے کا فریضہ انجام دیتے ہیں اگر آپ کی زکوۃ کی رقم ایسی جگہ لگی ہے تو آپ بڑے خوش نصیب ہیں جو ثواب جاریہ کے مستحق بن جائیں گے۔ جس کا ثواب قیامت تک جاری رہے گا اور کبھی ختم نہ ہوگا۔ مسلمانوں کا وہ طبقہ جو صاحب ثروت ودولت ہے ایسے لوگ اپنے بچوں کو حافظ وعالم نہیں بناتے، اگر کسی امیر کا بچہ حافظ یا عالم بن گیا ہے تو خدائے تعالیٰ کا انعام کہا جائے گا۔ مدرسے میں پڑھنے والے اکثر طلبہ غریب یا یتیم ہوتے ہیں اگر آپ کی مدد مدرسے میں زکوۃ وصدقہ یا عطیہ کی رقم سے ہوگی؟ تو آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اس کے ثواب کی کوئی مقدار نہیں ہے، آپ کو کھانا کھلانے کا پانی پلانے کا ثواب، کپڑے پہنانے کا ثواب، بیماری کے علاج کا ثواب اور یہ بچے مہمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں ان کی خدمت کا ثواب اور سب سے بڑا اجر وثواب یہ ہوگا کہ آپ کی مدد وتعاون سے مدرسے کے طلبہ حافظ قرآن اور عالم دین بن رہے ہیں جس کا اجر وثواب کبھی ختم نہ ہوگا، بے شمار مثالیں موجود ہیں ایسے لوگوں کی جنہوں نے مدرسے کے ساتھ محبت کیا اور مہمانان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طلبہ کے ساتھ مدد وخدمت کی ان کی دولت وعزت میں اللہ تعالیٰ نے اضافہ

فرمایا اور ان کی آنے والی نسلیں بھی نعمت و دولت سے مالا مال رہیں ہیں۔

لہٰذا میری گزارش ہے اور وقت کا تقاضہ بھی ہے کہ ہم مسلمان اپنے مال و دولت کی زکوٰۃ کا اکثر حصہ مدارس اسلامیہ میں دیکر اسلام وسنیت کو مضبوط بنائیں اور قرآن وحدیث کی تعلیم کو گھر گھر پہونچانے میں مدد کریں اور اس حدیث شریف کے مصداق بن جائیں۔ میرے آقا پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف: جس شخص نے میری ایک حدیث دوسرے تک پہونچائی یا پہونچانے والے کی مدد کی وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے

﴿۹﴾

رمضان المبارک

چوتھا جمعہ.................................دوسرا بیان

شب قدر کی فضیلت و برکت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ٥ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ٥ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ٥ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ٥ (پ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا، کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے خود اس رات کا نام لیلۃ القدر رکھا، یعنی عظمت و بلندی والی رات، کیوں کہ اس رات میں عظمت والے رب تعالیٰ کا عظمت والا کلام قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوا اور یہ امت بھی بڑی عظمت والی ہوگئی جس نے عظمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور عظمت والے قرآن مجید سے محبت کیا اور ان کے فرمان پر عمل کیا۔

قرآن مجید نے خود ہی اس رات کی قدر و منزلت اور عظمت و بزرگی کے بارے میں بیان فرمایا کہ یہ رات کتنی عظمت و برکت والی ہے کہ اس رات کی عبادت کا ثواب، عبادت کرنے والے کو ایک ہزار مہینوں یعنی تراسی سال چار ماہ سے زیادہ عبادت کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ اس ایک رات میں عبادت، توبہ و استغفار اور دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جو ثواب و نیکی اور عزت و عظمت، برکت و رحمت عطا فرماتا ہے وہ ہزار مہینوں کی عبادت و محنت سے نصیب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سورۂ قدر کی شان نزول اس طرح بیان فرمایا، کہ ہمارے حضور نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی امت اور پہلی امتوں کی عمروں میں موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ اور طویل تھیں، اور میری امت کی عمر بہت مختصر اور چھوٹی ہے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قلب مبارک میں خیال آیا کہ پہلی امتوں کی عمریں زیادہ تھیں تو ان کی نیکیاں بھی زیادہ ہوں گی اور میری امت کی عمر کم ہے تو نیکیاں بھی کم ہوں گی، گویا میری امت کی نیکی پہلی امتوں کی نیکی کے برابر نہیں ہوسکتی اس لئے کہ ان کی عمریں زیادہ ہیں تو نیکی بھی زیادہ ہوں گی۔ پس اس خیال امت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا اور چہرۂ انور سے رنج وغم کے آثار نمودار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو گوارہ نہ ہوا کہ میرا پیارا حبیب امت کا طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے غم میں رنجیدہ اور کبیدہ خاطر رہے اس لئے سورۂ قدر کو نازل فرمایا۔ (تفسیر عزیزی، پ ۳۰)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓىٕكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ (پ ۳۰، رکوع ۲۲)

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر، شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر، اس میں فرشتے اور جبرائیل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک۔ (کنزالایمان)

شب قدر میں قرآن مجید کا نزول

قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر شب قدر میں نازل ہوا، ہزار مہینے تک عبادت کرنے کا جو ثواب ہے اس سے زیادہ شب قدر میں عبادت کرنے کا ثواب ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح الامین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اترتے ہیں تا کہ شب قدر میں عبادت کرنے والوں کو فرشتے خیر و برکت سے نوازیں اور عبادت کرنے والے بندوں پر سلام بھیجیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ شب قدر میں عبادت کرنے والے بندوں کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں اور یہ برکت و رحمت کا سلسلہ اس رات شام سے صبح تک جاری رہتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر ہوتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت

کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص پر جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہو اس پر رحمتیں بھیجتے ہیں یعنی اس شخص کے لئے رحمت کی دعا فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ۱۸۲، بیہقی)

شب قدر میں تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

حدیث شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم ماہ نبوت آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، جو بندہ شب قدر میں ایمان و اخلاص کے ساتھ عبادت کرے تو اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰، مسلم شریف)

عام بخشش کا اعلان

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب شب قدر آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل امین ایک سبز جھنڈا لئے فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر نزول فرماتے ہیں اور اس سبز جھنڈا کو کعبہ معظمہ پر نصب فرمادیتے ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سو بازو ہیں جن میں سے دو بازو صرف شب قدر میں کھولتے ہیں وہ بازو مشرق ومغرب میں پھیل جاتے ہیں پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ جو کوئی مسلمان آج کی رات قیام کرے یا نماز پڑھ رہا ہو یا ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ اے فرشتو! اس شخص سے سلام ومصافحہ کرو اور ان کی دعاؤں پر آمین کہو اور صبح تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ صبح ہونے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تمام فرشتوں کو واپس چلنے کا حکم فرماتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے ہمارے سردار حضرت جبرئیل! اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کے معاملات کے بارے میں کیا کیا؟ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر اپنی خاص نظر کرم فرمائی اور چار قسم کے لوگوں کے علاوہ تمام لوگوں کو معاف فرمادیا۔ حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ چار قسم کے لوگ کون ہیں تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علی والہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ایک) وہ شخص ہے جو شراب کا عادی ہے (دوسرا) وہ شخص ہے جو ماں، باپ کا نافرمان ہے (تیسرا) وہ شخص ہے جو قطع رحمی کرنے والا (یعنی رشتے داروں سے رشتہ توڑنے والا) (چوتھا) وہ شخص ہے جو آپس میں بغض و کینہ رکھتا ہے (الترغیب والترہیب، کنز العمال، ج:۸، ص:۲۶۸)

شب قدر کی برکت سے محروم لوگ

حدیث شریف: ایک روایت میں نقل ہے کہ شب قدر میں جو لوگ اللہ تعالیٰ کی برکت و رحمت سے محروم ہیں وہ لوگ نو قسم کے ہیں (۱) جو لوگ مال کی زکوٰۃ نہیں دیتے (۲) جو لوگ خون ناحق کرتے ہیں (۳) رشتہ داروں سے رشتہ توڑنے والے (۴) قبرستان میں جا کر ہنسنے والے (۵) اس کی بات اس کو اور اس کی بات اس کو کر کے لڑانے والے (۶) دینی استاذ کو تکلیف دینے والے (۷) نماز میں سستی کرنے والے (۸) تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی کی طرف کینہ رکھنے والے (۹) بے غسل رہنے والے۔

وہ شخص محروم ہے

حدیث شریف: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ جب رمضان شریف کا مہینہ آیا تو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس ایک ایسا مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات (یعنی شب قدر) ایسی بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس رات سے محروم رہا، گویا تمام بھلائی سے محروم رہا اور اس کی (یعنی شب قدر) کی بھلائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہ شخص جو حقیقت میں محروم ہے۔ (ابن ماجہ شریف، ص:۱۱۹)

ایمان افروز واقعہ

اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہمارے پیارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی بزم محبت میں بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت متقی و پرہیزگار اور عبادت گزار، اللہ تعالیٰ کا ولی تھا جس کا نام شمعون تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہزار مہینے اس طرح عبادت کی کہ رات کو قیام کرتے اور دن کو روزہ رکھتے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بھی کرتے تھے حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر طاقتور تھے کہ لوہے کی مضبوط زنجیروں کو اپنے ہاتھوں کی ذرا سی حرکت سے توڑ ڈالتے تھے۔ کفار و مشرکین نے جب دیکھا کہ حضرت شمعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ہمارا کوئی بھی حربہ نہیں چل رہا ہے تو انہوں نے آپ کی بیوی کو جو حد درجہ کی مکار و چالاک تھی بہت سارے مال و دولت کی لالچ دیکر اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ بدنصیب بیوی کے ذریعہ کافروں نے حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کو قید کر کے قتل

کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی کو شہادت کا درجہ عطا فرمایا اور کافروں پر اللہ تعالیٰ نے قہر و غضب نازل فرمایا اور انہیں زمین میں دھنسا دیا اور دغاباز، بدنصیب بیوی پر قہر و جلال کی ایسی بجلی گری کہ وہ بھی ہلاک ہوگئی۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جب اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت شمعون علیہ الرحمۃ والرضوان کی ہزار مہینوں کی عبادت و بندگی و تکالیف اور جہاد فی سبیل اللہ کا تذکرہ سنا تو بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمیں تو بہت تھوڑی اور کم عمریں ملی ہیں، لہٰذا ہم حضرت شمعون علیہ الرحمہ کی طرح عبادت کر کے نیکی و ثواب حاصل نہیں کر سکتے یعنی بنی اسرائیل کے نیکیوں کے برابر آپ کی امت نیکی نہیں پا سکتی۔ بس اتنا سننا تھا کہ ہمارے کریم و رحیم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غمگین و رنجیدہ ہو گئے تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سورۂ قدر کو نازل فرمایا، اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تسلی اور خوشخبری دیدی گئی کہ میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ بے چین و رنجیدہ نہ ہوں، آپ کی امت کو ہم نے ہر سال میں ایک رات ایسی عطا کر دی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اس ایک رات یعنی شب قدر میں آپ کا امتی یعنی آپ کا فرمانبردار غلام میری عبادت کرے گا تو میرے ولی شمعون (علیہ الرحمہ) کے ہزار مہینہ کی عبادت سے زیادہ ثواب پائے گا۔

اے ایمان والو! یہ نورانی واقعہ جو بیان کیا گیا اس میں ہمارے لئے ہدایتوں کے چشمے اُبل رہے ہیں اور نصیحتوں کی بے شمار شمعیں جگمگا رہی ہیں۔

پہلی حکمت: یہ ہے کہ جو عبادت، تکالیف و مصائب کے ساتھ ہوتی ہے، اسی عبادت سے بندۂ مومن بلند مرتبے پر فائز ہوتا ہے جیسے رات بھر جاگ کر اور کھڑے کھڑے اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت کرنا اور اگر یہ نہیں تو عبادت تو ہو جائے گی لیکن مرتبہ بلند کہاں نصیب۔

دوسری حکمت: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دشمنوں سے لڑنا اور جہاد کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔

تیسری حکمت: یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے اعتماد و بھروسہ کے لائق ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات ہے ورنہ دھوکہ ہو سکتا ہے چاہے بدنصیب بیوی ہی کیوں نہ ہو۔ دنیا کی لالچ اور مال و دولت کے حرص میں ماضی قریب سے ماضی بعید تک بے شمار عورتوں کو جتلا دیکھا گیا ہے جنہوں نے اپنے نیک اور ولی صفت شوہروں سے بے وفائی کر کے بدچلن اور عیاش دولت مند کے ساتھ رہنا پسند کیا ہے۔ بے

وفا بیویاں نیک اور پارسا شوہروں کے لئے آزمائش وامتحان کا ذریعہ بنیں ہیں۔ نیک بندوں نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ منزل اور بلند مقام سے سرفراز فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے فیض وکرم کو عام اور جاری وساری کردیا اور بعد وصال بھی ان صابر بندوں کا عرس خوب دھوم سے خلق خدا مناتی ہے اور بے شمار فیضان سے مالا مال ہوتی ہے۔ اور وہ بے وفا بیوی جس نے اللہ والے کے ساتھ دغا وفریب کیا تو آپ حضرات نے سنا کہ اللہ تعالیٰ کی قہر کی بجلی گری جس سے وہ ہلاک وتباہ ہوگئی اور اگر کوئی بے وفا عورت زندہ ہے تو اس کی زندگی ایک جنازہ ہے۔ بلا نے گھیر رکھا ہے جس گھر میں قدم رکھا رحمت وبرکت گئی۔ اب بلا ہی بلا ہے۔ اور مرنے کے بعد، ابھی قبر وقیامت کا عذاب باقی ہے۔ لہٰذا عورت کو چاہئے کہ اپنے شوہر کے ساتھ کسی بھی حال میں بے وفائی اور دغا نہ کرے اور اگر شوہر اللہ تعالیٰ کا ولی ونیک بندہ ہے تو اس کے ساتھ بے وفائی اور مکاری کو اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا، جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر کسی بندہ سے ناراض ہوجائے تو اللہ والے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیتے ہیں لیکن نیک بندہ یعنی اللہ کے ولی جب کسی شخص سے ناراض ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندہ کو معاف نہیں کرتا ہے۔

چوتھی حکمت یہ ہے کہ بندۂ مومن کے لئے شب قدر کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔ یہ سب صدقہ ہے ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی نسبت کا۔ آپکے امتی ہونے کا، ورنہ پہلی امت کے لوگ بھی تو اللہ تعالیٰ کے بندے تھے مگر اللہ تعالیٰ کا فیض وکرم ان کے لئے اس قدر کیوں نہیں تھا۔ یہ فیض جود وسخا محبوب رسول، پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی نسبت کا صدقہ ہے کہ کام ومحنت صرف ایک رات کیا جائے اور اجر وثواب یعنی محنتانہ ومزدوری ایک ہزار سال کے عمل سے زیادہ دیا جائے یہ سب رحمتیں وبرکتیں محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کی غلامی کی بھیک ہے۔

خوب فرمایا۔ عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

بد سہی چور سہی مجرم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دل عبث خوف سے پتہ سا اُڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسا تیرا

درود شریف:

ضعیف و کمزور حضرات بھی کچھ لمحے گزاریں

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان شریف کی ستائیسویں رات (یعنی شب قدر) صبح ہونے تک عبادت کی وہ مجھے رمضان شریف کی تمام راتوں سے زیادہ پسند ہے۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بارگاہ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ، صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم وہ ضعیف و کمزور مرد اور عورتیں کس طرح عبادت کریں جو قیام پر قدرت نہیں رکھتے (یعنی کھڑے ہو کر عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے) تو ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ حضرات تکیہ لگالیں یعنی کسی چیز کا سہارا لے لیں، جس سے عبادت کرنے میں آسانی ہو جائے لیکن اس مبارک رات کے کچھ لمحے ضرور بیٹھ کر گزاریں، اور اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مگر یہ بات میں اپنی امت کے تمام رمضان کو قیام میں گزارنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں (مکاشفۃ القلوب)

شب قدر طاق راتوں میں تلاش کرو

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ کی طاق راتوں یعنی اکیسویں اور تیئیسویں اور پچیسویں اور ستائیسویں اور انتیسویں راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری شریف، ج:۱،ص:۲۷۰، مسلم شریف)

ستائیسویں رات ہی شب قدر ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شب قدر کے متعلق حلف اٹھا کر (یعنی قسم کھا کر) کہا کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں شب ہے۔ حضرت زرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کس دلیل سے آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ (یعنی شب قدر) ستائیسویں رات ہے؟ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جو اس کی علامت بیان فرمائی ہے وہ اسی رات میں پائی جاتی ہے۔ (مشکوۃ شریف)

شب قدر کون سی رات ہے؟

اس مبارک رات کے تعین میں ہمارے اسلاف اور علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں جو چالیس کے قریب ہیں ہر سال شب قدر رمضان شریف کے آخری عشرہ میں ضرور ہوتی ہے، مگر تاریخیں بدلتی رہتی ہیں اور یہ بھی علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس رات کے متعین نہ کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اس کی تلاش میں مسلمان کم از کم پانچ طاق راتوں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر و عبادت میں گزاریں۔ (تفسیر مظہری)

حضرت علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ علمائے کرام کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ طاق راتوں میں سے ستائیسویں کو شب قدر ہوتی ہے۔ (روح المعانی شریف)

ہمارے اسلاف کے اقوال

اگر چہ بزرگان دین اور مفسرین کرام و محدثین عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا شب قدر کے تعین کے متعلق بہت اختلاف ہے پھر بھی اکثریت کی رائے یہی ہے کہ ہر سال شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں شب کو ہی ہوتی ہے۔

صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صحابی ابن صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اماموں کے امام حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیروں کے پیر، ولیوں کے سردار ابوالشیخ، ابومحمد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بے شمار بزرگان دین و علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شب قدر رمضان شریف کی ستائیسویں رات ہی کو ہوتی ہے (تفسیر عزیزی)

شب قدر کا انعام

امیر المومنین مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص شب قدر میں سورۂ قدر سات مرتبہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو ہر بلا و مصیبت سے محفوظ فرما دیتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعاء کرتے ہیں (نزہۃ المجالس)

شب قدر کی دعا

مسلمانوں کی ماں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کی خدمت بابرکت میں عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے شب قدر کا علم ہو جائے تو میں کیا پڑھوں؟ تو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ دعا مانگو؟

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی : یعنی اللہ تعالیٰ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے اور معافی دینے کو پسند بھی کرتا ہے، مجھے بھی معاف فرمادے (مسند امام احمد بن حنبل، ابن ماجہ ص ۲۸۲، ترمذی ج ۲ ص ۱۹۱، مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲)

حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص شب قدر میں اخلاص کے ساتھ نفل نماز پڑھے گا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (تفسیر روح البیان شریف)

شب قدر میں نوافل

اے ایمان والو! شب قدر میں نفل نمازیں جس طرح چاہیں پڑھ سکتے ہیں، بہت سے بزرگوں سے مختلف قسم کی نمازیں پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔ کسی بزرگ سے چار رکعت، کسی بزرگ سے ۱۲ رکعت، کسی سے ۲۰ رکعت اور پھر پہلی رکعت میں سورۂ قدر سات بار پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں فلاں سورت سات بار پڑھنا ہے۔ اس طرح پڑھنے کا ذکر کتابوں میں ملتا ہے مگر میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اتنی ہی رکعت نماز پڑھیں جن میں مکمل دل لگے ورنہ جلدی جلدی پڑھ لینے سے اٹھک بیٹھک کر لینے سے کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا، اس لئے تھوڑی سی نمازیں پڑھیں مگر خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھیں اور نماز میں اس سورۃ کو پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو، یقیناً نتیجہ حاصل ہوگا اور نماز مقبول ہوگی۔

شب قدر میں نماز مغرب کے بعد آٹھ رکعت نماز پڑھیں

دو رکعت کی نیت باندھیں اگر سورۂ قدر پڑھ سکتے ہیں تو ہر رکعت میں سورۂ قدر پڑھیں اس لئے کہ حدیث شریف میں سورۂ قدر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ورنہ وہ سورت پڑھیں جو آپ کے لئے آسان ہو۔ پہلی دو رکعت میں کشادگی رزق کی نیت کریں، دوسری دو رکعت عمر میں خیر وبرکت کی نیت کریں، تیسری دو رکعت میں گناہوں کی بخشش کی نیت، چوتھی دو رکعت ایمان پر خاتمہ کی نیت کریں۔ اس طرح آٹھ رکعت نماز مکمل کریں اور اسی طرح عشاء کی نماز کے بعد صبح تک جتنی نمازیں چاہیں پڑھیں اور اگر شب قدر میں محفل میلاد شریف ہو رہی ہو تو ضرور شریک ہوں کہ وعظ ونصیحت سننے سے دین وایمان مضبوط ہوتے ہیں اور ایسی ہی محفلوں میں شریک ہونے سے

ایمان محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نعت سننا اور سنانا عین اسلام اور عین ایمان ہے اور بے شمار اجر و ثواب کے حصول کا ذریعہ بھی ہے۔

شب قدر کی تیاری:۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہمیں یہ مقدس عظمت والی رات نصیب فرمائی، جو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے پس غنیمت جانئے اور تیاری کیجئے۔ یہ رات جاگنے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے اور کلمہ شریف کے ورد کی رات ہے اور خوب، خوب تیار رہئے کہ یہی رات جس میں فرشتے ہم سے سلام و مصافحہ کریں گے صرف ظاہری صفائی نہیں بلکہ اپنے دلوں کو بھی پاک و صاف کرلیں۔ اگر ہمارے ماں، باپ ہم سے ناراض ہیں تو ان سے معافی مانگ لیں۔ اگر ہم پر کسی کا حق ہے تو اس کو ادا کردیں اگر سود کھاتے ہیں تو اس سے توبہ کرلیں، اپنے دلوں میں مسلمانوں کی محبت، الفت اور ان کے لئے ایثار و قربانی کا جذبہ پیدا کریں، ہر قسم کی کدورت، نفرت، بغض و حسد، کینہ کی گندگیوں سے اپنے دل کو پاک و صاف کرلیں۔ یاد رکھئے آج کی رات حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ ہم کو دیکھنے اور ہم سے ملاقات کرنے آرہے ہیں۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے یہ رات یعنی شب قدر ہم کو عطا فرما کر ہم پر بڑا احسان کیا۔ یہ رات رونے اور گڑگڑانے کی رات ہے اور رو رو کر اپنے رب تعالیٰ کو منا کر بخشش و نجات پانے کی رات ہے۔ یہ رات دعا مانگنے کی رات ہے۔ اپنے لئے مانگو اور اپنے مومن بھائیوں کے لئے خوب دعاء کرو اس رات میں مومن بندہ کی کوئی دعا رد نہیں کی جاتی ہے۔

در کریم سے بندہ کو کیا نہیں ملتا
جو مانگنے کا طریقہ ہے اس طرح مانگو

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے رہرو منزل ہی نہیں

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کیلئے